ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

2 ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ —— فروری ۲۰۱۴ء

مجلس احرار الاسلام

عزم و ہمت اور صبر و استقامت کے 84 سال

- امن و امان، طالبان مذاکرات اور تحفظِ پاکستان آرڈی نینس
- قادیانی جج کا تقرر؟
- چیف جسٹس کی خدمت میں گزارش
- غلط طریقے سے جنگ کون لڑ رہا ہے؟

- مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور تقسیمِ ہند کی پرانی بحث
- تحفّظ ختمِ نبوّت اور ہماری ذمہ داریاں
- چھتیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی شاندار کامیابی

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم

مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی و فکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے

★ حفظ و ناظرہ قرآن اور درسِ نظامی میں درجہ متوسطہ سے مشکوٰۃ شریف تک داخلے

★ دارالافتاء کا قیام ★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء

★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر و تحریر کی تربیت ★ دارالمطالعہ کی سہولت

★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ و ناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

● وسیع بیسمنٹ ہال ● دارالقرآن ● دارالحدیث ● دارالمطالعہ

اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔

تخمینہ لاگت بیسمنٹ ہال (20,00,000) بیس لاکھ روپے، لاگت فی کمرہ چار لاکھ روپے ہے

تخمینہ لاگت درس گاہیں، ہاسٹل، لائبریری، مطبخ (1,00,00,000) ایک کروڑ روپے

صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد و سامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ و عشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 0278-37102053

یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

061 - 4511961

0300-6326621

majlisahrar@yahoo.com

majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر

ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

جلد 25 شمارہ 2 | ربیع الثانی 1435ھ ــــ فروری 2014ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ نظر ــــ

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی ــــ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیرِ مسئول ــــ

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقاءِ فکر ــــ

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید صبیح الحسن ہمدانی

sabeeh.hamdani@gmail.com

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

تزئین ــــ

محمد نعمان سنجرانی

nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر ــــ

محمد یوسف شاد 0300-7345095

تشکیل

دل کی بات:	امن وامان، طالبان مذاکرات اور تحفظِ پاکستان آرڈی نینس	مدیر	2
شذرات:	ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی شاندار کامیابی	عبداللطیف خالد چیمہ	4
	چیف جسٹس ہائی کورٹ کی خدمت میں		
	ممتاز محقق و مصنف جناب بشیر احمد کا انتقال		
افکار:	غلط طریقے سے جنگ کون لڑ رہا ہے؟	ابوطلحہ عثمان ایم اے	7
//	مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور تقسیمِ ہند کی پرانی بحث!	مولانا مجاہد الحسینی	9
دین ودانش:	موجودہ دور میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ کس طرح ممکن ہے؟	محمد سمیع اللہ	12
نقد ونظر:	قصہ شہربانو (سلامہ یا سلافہ)	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	20
خطبہ صدارت:	تحفظِ ختمِ نبوت اور ہماری ذمہ داریاں	حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی	27
ادبیات:	سرورِ عالم ﷺ	پروفیسر محمد رفیق اذفر	34
//	منقبت امیر المؤمنین، خلیفہ راشد سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	35
//	منقبت سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہما	محمد یوسف طاہر قریشی	36
آپ بیتی:	"ورق ورق زندگی" (قسط:۳۲)	پروفیسر خالد شبیر احمد	37
مطالعہ قادیانیت:	ایک قادیانی شبہ کا جواب	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	43
حسنِ انتقاد:	تبصرہ کتب	مفتی نجم الحق، صبیح ہمدانی، نعمان سنجرانی، مولوی اخلاق احمد	49
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	53
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ــــ -/200 روپے

بیرون ملک ــــ -/4000 روپے

فی شمارہ ــــ -/20 روپے

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ (یو بی ایل) ایم ڈی اے چوک ملتان

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات   مدیر

امن وامان، طالبان مذاکرات اور تحفظِ پاکستان آرڈی نینس

امن وامان کا مسئلہ پاکستان میں ایک سنگین صورت اختیار کر چکا ہے۔ سابق اور موجودہ حکمرانوں کی غلط پالیسیوں اور نام نہاد حکمت عملیوں نے وطنِ عزیز کو ہر اعتبار سے تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ یوں تو گزشتہ پچیس تیس برس سے پاکستان دہشت گردی کی زد میں ہے۔ لیکن حالیہ محرم الحرام میں تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی کے سانحہ میں معصوم طلباء کے قتلِ عام سے شروع ہونے والی بدترین دہشت گردی رکنے میں نہیں آ رہی بلکہ اس میں شدید اضافہ ہو رہا ہے۔ گزشتہ ماہ راولپنڈی کے عسکری علاقے آر۔ اے بازار، پشاور، بنوں، ہنگو اور کوئٹہ میں مسلسل بم دھاکوں میں فوج، پولیس، رینجرز اہل کار اور عام شہری درجنوں کی تعداد میں جاں بحق ہوئے۔ کراچی کا معاملہ بالکل مختلف ہے، جہاں پندرہ سے بیس افراد کا قتل روز کا معمول ہے۔ خصوصاً علماء اور دینی وضع قطع کے حامل افراد ٹارگٹ کیے جا رہے ہیں۔ اور اب پنجاب میں بھی ٹارگٹ کلنگ دہشت گردی بڑھ رہی ہے۔ غرض پورے ملک پر دہشت وحشت کے عفریت نے اپنے خونخوار اور سفاک پنجے گاڑ رکھے ہیں۔

حکمرانوں کی غیر سنجیدگی کا اندازہ اسی سے لگا لیجیے کہ دہشت گردی کے ہر واقعے کو طالبان سے جوڑنا اور خودکش حملہ قرار دینا ان کا معمول بن گیا ہے۔ گزشتہ دنوں پشاور کے تبلیغی مرکز میں ہونے والے بم دھماکے کو بھی طالبان سے جوڑا گیا لیکن طالبان کی طرف سے تردید اور مذمت کے بعد اربابِ اختیار نے چپ سادھ لی۔ اُدھر طالبان کے ترجمان شاہد اللہ شاہد نے اپنے بیان میں واضح طور پر کہا کہ ہمارے اہداف سیکورٹی فورسز ہیں۔ عام شہریوں پر حملے ہم نہیں کوئی اور کر رہا ہے۔ چند ماہ قبل منعقد ہونے والی اے پی سی میں عسکری قیادت نے سیاست دانوں کو بریفنگ دیتے ہوئے بتایا تھا کہ طالبان کے ۳۵ سے ۶۵ گروپ ہیں۔ سوال ہے کہ یہ گروپ کس نے بنائے اور اس نرسری کی افزائش کون کرتا رہا ہے؟ دسمبر ۱۹۷۹ء میں روس کے افغانستان پر قبضے کے بعد ۱۹۸۹ء تک روس کے خلاف جنگ، مسلمان تو جہاد سمجھ کر ہی لڑ رہے تھے حد یہ ہے کہ امریکہ نے بھی اپنے مفادات کے لیے اُسے جہاد قرار دیا۔ اور پاکستان نے بھی امریکی وفاداری میں افغان جنگ کو جہادِ عظیم قرار دے کر اس میں بھرپور حصہ لیا۔ پھر طالبان آ گئے......امریکہ انہیں شیشے میں اتارنے کی سرتوڑ کوشش کے باوجود ناکام رہا اور طالبان کو اپنے طاغوتی ایجنڈے پر نہ لا سکا۔ پھر یہ جہاد امریکہ کے نزدیک دہشت گردی قرار پایا۔ امریکہ اپنے اتحادیوں سمیت افغانستان پر چڑھ دوڑا، پاکستان کے بدترین آمر جنرل پرویز مشرف نے ایک فون کال پر دہشت گردی کے خلاف نام نہاد امریکی جنگ میں پاکستان کو فرنٹ لائن سٹیٹ بنا دیا۔ سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ لگا کر پاکستان کے نظریاتی تشخص کو بری طرح پامال کیا۔ دینی قوتوں کو نہایت بے دردی سے لتاڑا، پچھاڑا اور ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ جس کے ردّعمل میں پاکستان میں بھی تحریک طالبان کے نام سے ایک تنظیم سرگرم ہوئی۔ پھر اس کے کئی گروپ بن گئے۔

امریکہ نے افغان طالبان سے مذاکرات کی بات کی تو پاکستانی حکمرانوں نے بھی مذاکرات کا شور مچانا شروع کر دیا۔ سوال یہ ہے کہ امریکہ تو مذاکرات کا جال بچھا کر اپنے مفادات کا تحفظ کرنا چاہتا ہے، مگر ہم کس کی خاطر اس شیطانی اور خونی کھیل میں شریک ہیں؟ حکومت کی غیر سنجیدگی اور دوغلی حکمتِ عملی کا یہ عالم ہے کہ ایک طرف تو مولانا فضل الرحمٰن، سید منوّر حسن، عمران خان اور مولانا سمیع الحق کو طالبان سے مذاکرات کی ذمے داریاں سونپتی ہے تو دوسری طرف وزیرستان میں فوجی آپریشن شروع کر دیتی ہے۔ نواز حکومت اس مسئلے

میں تذبذب کا شکار ہے۔ امریکی ’’ڈومور‘‘ کا مطالبہ شدید سے شدید تر ہوتا چلا جا رہا ہے اور حکمران اس کے سامنے بے بس اور مجبورِ محض ہیں۔ وطنِ عزیز میں لسانی، علاقائی اور فرقہ وارانہ تعصّبات کی آگ بھڑکا کر قتل و غارت گری کا بازار گرم کرنا عالمی طاغوت امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا ایجنڈہ ہے۔ پاکستان میں عراق اور شام جیسے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں۔ جنگ، داخلی ہو یا خارجی، مسائل کا حل نہیں۔ آخر کار مذاکرات پر ہی فیصلے ہوتے ہیں۔ پاک بھارت دونوں جنگوں کا اختتام تاشقند اور شملہ مذاکرات پر ہی منتج ہوا تھا۔

ن لیگ کی پارلیمانی پارٹی کی اکثریت نے طالبان کے خلاف آپریشن کی حمایت کر دی ہے۔ حکومت ذہنی طور پر وزیرستان آپریشن کی تیاری کر چکی ہے۔ طریقہ کار طے کرنا باقی ہے۔ فضائی ٹارگٹڈ حملے جاری ہیں، وزیرستان اور دیگر قبائلی علاقوں سے آبادی کی نقل مکانی جاری ہے۔ امریکہ اور پاکستان کے درمیان حالیہ سٹریٹیجک معاہدے نے فضا بالکل بدل دی ہے۔ امریکی وزیر خارجہ جان کیری نواز حکومت سے بہت خوش ہیں اور ڈرون حملے بھی فی الحال عارضی طور پر رُکے ہوئے ہیں۔ اب ڈرون کا کام ہم خود کرنے جا رہے ہیں۔ یہی امریکہ کی خواہش ہے جس کی تعمیل میں حکمران سرنگوں ہیں۔ اس صورتِ حال کا نتیجہ بہر حال تباہی و بربادی ہے جو ہر محبِّ وطن پاکستانی کے لیے تشویش کا باعث ہے۔ حکمران سنجیدگی کا مظاہرہ کریں، تمام سیاسی و دینی جماعتوں سے مشاورت کے بعد متفقہ مؤقف کو پارلیمینٹ میں لائیں۔ اے پی سی کے فیصلوں پر عمل درآمد اور بات چیت کے ذریعے ان مسائل کو حل کریں۔

حکومت کی طرف سے ’’تحفظ پاکستان آرڈیننس‘‘ کے عنوان سے ایک قانون جاری کیا جا رہا ہے۔ صدرِ مملکت ممنون حسین نے اس کے مسودے پر دستخط بھی کر دیے ہیں۔ اس قانون کے تحت کسی بھی شخص کو کسی بھی وقت، کسی بھی الزام میں، بغیر وجہ بتائے گرفتار کیا جا سکے گا۔ اور اسے ملک کی شہریت سے بھی محروم کیا جا سکے گا، لاپتہ افراد کی حراست بھی قانونی تصور ہوگی۔ موجودہ عدالتوں کے مقابلے میں خصوصی عدالتیں قائم کی جائیں گی جن میں محض ایجنسیوں کی رپورٹس کی بنیاد پر ملزم کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

پیپلز پارٹی، تحریکِ انصاف، عوامی نیشنل پارٹی، جے یو آئی، جماعتِ اسلامی، مجلس احرارِ اسلام، پاکستان بار کونسل اور دیگر قومی حلقوں نے اس آرڈیننس کو مسترد کرتے ہوئے اسے آئین سے متصادم کالا قانون قرار دیا ہے۔ آرڈیننس میں پولیس کے اختیارات، رینجرز اور آرمڈ فورسز کو دیے جا رہے ہیں۔ ملک پولیس اسٹیٹ بن جائے گا اور سویلین مارشل لاء کا راج ہوگا۔ یہ عوام اور فوج کو لڑانے کی سازش ہے۔ موجودہ عدلیہ کے مقابلے میں مزید خصوصی عدالتوں کا قیام اور ان کے ذریعے من پسند اور مطلوبہ فیصلوں کا حصول انصاف کا قتل اور عدلیہ پر عدمِ اعتماد کا موجب بنے گا۔

اپوزیشن جماعتوں کا مؤقف ہے کہ موجودہ حکومت اس قانون کو اپنے مخالفین کے خلاف استعمال کرے گی۔ وکلاء تنظیموں نے تحفظ پاکستان آرڈیننس کو یکسر مسترد کرتے ہوئے اس کے خلاف احتجاج اور قانونی کارروائی کا اعلان کیا ہے۔ ۲۷؍ جنوری کو لال مسجد کے وکیل طارق اسد ایڈووکیٹ اور لاپتہ افراد کے وکیل لیفٹیننٹ کرنل (ر) انعام الرحیم ایڈووکیٹ نے مشترکہ طور پر سپریم کورٹ میں ایک درخواست کے ذریعے استدعا کی ہے کہ آئین سے متصادم اور انسانی حقوق کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس قانون کو غلط قرار دیا جائے۔

ہر دور میں حکمرانوں نے اپنے اقتدار کے دوام کے لیے ایسے غیر دانش مندانہ فیصلے اور اقدامات کیے ہیں۔ جس کا خمیازہ قوم کو بھی بھگتنا پڑا اور خود حکمرانوں کو بھی۔ حالات کبھی ایک جیسے نہیں رہتے، وزیر اعظم نواز شریف صاحب کو اس کا خوب اندازہ ہے۔ ہماری گزارش ہے کہ وہ اقتدار کے نشے میں اتنا آگے نہ جائیں اور ایسے غیر آئینی اقدامات سے گریز کریں۔ ایسا نہ ہو کہ کل یہی قانون اُن کے لیے بھی حرکت میں آ جائے۔

عبداللطیف خالد چیمہ

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی شاندار کامیابی

الحمدللہ ۔ثم الحمدللہ! ۱۲؍ربیع الاوّل ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۴؍جنوری ۲۰۱۴ء بروز منگل چناب نگر میں منعقد ہونے والی ''سالانہ ختمِ نبوت کانفرنس'' پہلے سے کہیں بہتر انداز میں منعقد ہوئی، سرد موسم کے باوجود ملک بھر سے قافلوں اور کارکنوں نے جس جوش وولولہ کے ساتھ شرکت کی، اس نے ہمیں مزید حوصلہ دیا ہے۔

کانفرنس کے درمیان میں احرار کے سرخ ہلالی پرچم کی تقریب پرچم کُشائی ،مختلف دینی جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں کے خطابات اور بعدازاں ، ہزاروں فرزندانِ اسلام، مجاہدینِ ختم نبوت ،کارکنانِ احرار اور تحریک طلباء اسلام کے نوجوانوں کے پُرامن اور منظّم جلوس نے جوسماں باندھا وہ ہر لحاظ سے مثالی اور دیدنی تھا، اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچائیں اور حاسدین کے حسد سے محفوظ رکھیں (آمین)

قائدِ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی شدید علالت وضعف کے باوجود کانفرنس سے ایک روز پہلے چناب نگر پہنچے اور سارے کام کی سرپرستی فرمائی۔ کانفرنس اور جلوس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے والے رہنماؤں، ساتھیوں، کارکنوں، جنہوں نے دن رات محنت کی سب کا تذکرہ کرنے کو دل چاہتا ہے مگر یہ یہاں ممکن نہیں۔ اِس لیے بلا استثناء سب کا شکریہ!

اللہ تعالیٰ سب کی مساعی جمیلہ کو قبولیت سے نوازیں اور آئندہ سالوں میں ہمیں پہلے سے بھی زیادہ ہمت وجرأت کے ساتھ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد کو آگے بڑھانے کی توفیق سے نوازیں، آمین۔ یارب العالمین!

قادیانی جج کا تقرر...... چیف جسٹس ہائی کورٹ کی خدمت میں:

روزنامہ ''جنگ'' لاہور بابت ۲۰؍جنوری ۲۰۱۴ء صفحہ آخر پر سنگل کالمی خبر شائع ہوئی ہے کہ ''جناب چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ نے ججز کی تقرری کے لیے مختلف ناموں پر غور شروع کر دیا ہے''۔

ہماری اطلاع کے مطابق اِن ناموں میں ایک نام سابق اٹارنی جنرل عامر رحمٰن (ابن چودھری عبدالرحمٰن سرگودھا، حال مقیم راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور) کا ہے جو سکہ بند قادیانی ہے۔

اِس سلسلہ میں ہم جناب چیف جسٹس ہائی کورٹ لاہور کی خدمت میں درخواست کرنا چاہیں گے کہ قادیانی باقی غیر مسلم اقلیتوں کی طرح سادہ کافر نہیں بلکہ قادیانی اپنے کفر کو اسلام کا نام دیتے ہیں، مسلمانوں کو کافر اور اپنے آپ کو

مسلمان! قادیانیوں کا اینٹی پاکستان کردار کسی ذی شعور سے چھپا ہوا نہیں ہے، قادیانی آئین پاکستان میں شامل پارلیمنٹ کی قراردادِ اقلیت (1974ء) کو ماننے سے انکاری ہیں اور اپنے خلاف عدالتی فیصلوں کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اِن احوال کی روشنی میں لاہور ہائی کورٹ میں کسی قادیانی جج کا تقرر مسلمانوں اور دینی جماعتوں میں تشویش کا باعث ہوگا جس سے اِجتناب ضروری ہے۔

ممتاز محقق ومصنف جناب بشیر احمد کا انتقال:

ممتاز محقق ومصنف جناب بشیر احمد ۴ اور ۵؍جنوری ۲۰۱۴ء کی درمیانی شب ٹینچ بھاٹہ (پیپلز کالونی) راولپنڈی میں انتقال کر گئے، اِنَّالِلّٰہِ وِاِنَّآ اِلَیہِ رَاجِعُون۔ نماز جنازہ ۵؍جنوری اتوار کو بعد نماز ظہر ادا کی گئی، جس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی بڑی تعداد نے شرکت کی، مرحوم کی عمر ۷۲ برس تھی، انہوں نے ۱۹۶۵ء میں پنجاب یونیورسٹی سے معاشیات میں ایم اے کیا اور راولپنڈی کے مختلف کالجوں میں پڑھاتے رہے۔ انہوں نے ۱۹۷۴ء میں فیڈرل سروس کمیشن کا امتحان پاس کیا اور مختلف وفاقی اداروں سے منسلک رہے، ۱۹۸۳ء میں انہوں نے فلیچر اسکول آف لا اینڈ ڈپلومیسی میں ایم اے کیا، وہ ۲۰۰۱ء میں منسٹری آف کامرس کے انٹرنیشنل ٹریڈ، ونگ کے ڈپٹی چیف کے طور پر ریٹائر ہوئے، ان کا خصوصی موضوع مذاہب کا تقابلی مطالعہ تھا، اب تک ان کی مندرجہ ذیل تصنیفات وتالیفات شائع ہو چکی ہیں:

۱۔ قادیان سے اسرائیل تک ۲۔ بہائیت (اسرائیل کی خفیہ سیاسی تنظیم) ۳۔ فری میسنری (اسلام دشمن خفیہ یہودی تنظیم) ۴۔ بائبل کا تحقیقی جائزہ ۵۔ اقبال اور قادیانیت (تحقیق کے نئے زاویے)

6-Ahmadiyyah Movement(British-Jewish Connections

7-Pakistan and the World Trade Organisation

جناب بشیر احمد مرحوم کے انتقال کی خبر اُن کے بہترین دوست ورفیق اور ہمارے مُحسن جناب شکیل عثمانی (راولپنڈی) نے دی اور ہمیں بھی غمزدہ کر دیا، اُن کے بعض متعلقین کو خبر دے کر اپنا غم ہلکا کرنے کی کوشش کی اور شام کے بعد مرحوم کے اہل خانہ سے فون پر تعزیت وافسوس کا اظہار کیا، جناب بشیر احمد مرحوم سے ہماری یاد اللہ ۱۹۹۰ء کی دہائی کے پہلے سالوں میں ہوئی اور ایسی ہوئی کہ تیزی سے اپنی منازل طے کر گئی، تعلق، دوستی وبے تکلفی میں جلد ہی تبدیل ہو گیا اور اسلام آباد اُن کے دفتر میں اُن کی ریٹائرمنٹ تک جانا آنا رہا اور بہت سی خوبصورت یادیں اُن سے وابستہ ہیں، الحمدللہ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ اُن کی کُتب برطانیہ تک اٹھا کر مختلف حضرات تک پہنچاتا رہا۔

ریٹائرمنٹ کے بعد اُن کا گھر ڈھونڈا اور پھر وہی مجلس جو ان کے دفتر میں سجتی اُن کے گھر سجنے لگی اور خوب پُر

رونق ہوتی۔ بنیادی طور پر تحقیق کے آدمی تھے اور سنی سنائی پر یقین کرنا اور پھر لکھ دینا اس کا کوئی سا تصور بھی اُن کے ہاں نہیں تھا۔ قادیانیت کے مختلف پہلوؤں پر اُن سے بڑی باتیں ہوتیں اور بعض بڑی دلچسپ ہیں۔ ایک دفعہ میں نے اُن سے کہا یہ جو ملک میں شیعہ سنی فسادات اور قتل و غارت گری ہو رہی ہے، اس کے پیچھے قادیانی ایلیمنٹ بھی موجود ہے۔ وہ نہ مانے اور میں چُپ کر گیا دوبارہ حاضری ہوئی تو کہنے لگے ’’وہ تمہاری بات ٹھیک ہے، میں نے کہا کونسی بات؟ فرمانے لگے کہ حضرت مولانا عبداللہ شہید (خطیب لال مسجد) کی شہادت کے بعد جمعہ کے روز میں لال مسجد کے قریب سے گزر رہا تھا اور نماز جمعہ کا وقت ہو گیا، سوچا کہ لال مسجد میں ہی نماز جمعہ ادا کر لی جائے، دیکھا تو مسجد کے باہر مختلف بُک سٹالز لگے ہوئے تھے۔ میں حیران رہ گیا کہ ایک نوجوان جس کو میں جانتا تھا کہ وہ فلاں کا بیٹا ہے اور فلاں جگہ رہتا ہے۔ وہ قادیانی اور پکا خاندانی قادیانی ہے اور وہ ’’شیعہ کے خلاف پوسٹر‘‘ تقسیم کر رہا تھا‘‘

بھائی تمہاری بات ٹھیک ہے کہ اس لڑائی کے پیچھے قادیانی بھی ہیں پھر وہ ہمیشہ لکھنے پڑھنے کے کاموں میں ہماری رہنمائی کرتے رہے۔ مرحوم نے جو کچھ لکھا وہ پڑھنے والوں کے لیے سند رکھتا ہے اور اُن کے کیے گئے تحقیقی کام کو ہمیشہ اہمیت حاصل رہے گی۔ انہوں نے تحریکِ ختمِ نبوت اور ردِّ قادیانیت پر ریسرچ ورک کے لیے ہمیں بہترین رہنمائی سے نوازا۔

ہم اپنے محسن دوست اور بہترین ساتھی سے محروم ہو گئے ہیں، ہم مرحوم کے اہلِ خانہ اور اُن کے بہترین ساتھی جناب شکیل عثمانی سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرماویں اور جنت الفردوس میں بلندئ درجات سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

☆☆☆

قارئین متوجہ ہوں!

سالانہ چندہ ختم ہونے اور مدتِ خریداری کی اطلاع قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتے کے اوپر درج کر دی گئی ہے۔ جن قارئین کا زرِتعاون جنوری ۲۰۱۴ء میں ختم ہو چکا ہے انھیں فروری ۲۰۱۴ء کا شمارہ ارسال کیا جا رہا ہے۔ براہِ کرم سالانہ زرِتعاون -/200 روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرالیں۔ یہ رقم بذریعہ منی آرڈر -/200 روپے یا درج ذیل موبائل نمبر 0300-6326621 پر -/270 روپے ایزی لوڈ کے ذریعے بھی بھیجی جا سکتی ہے۔ (سرکولیشن منیجر)

’’نقیب ختم نبوت‘‘ کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

ابوطلحہ عثمان ایم اے

غلط طریقے سے جنگ کون لڑ رہا ہے؟

۹؍جنوری ۲۰۱۴ء کے قومی اخبارات میں مشیر خارجہ جناب سرتاج عزیز کا بیان شائع ہوا ہے کہ ''امریکہ غلط طریقے سے غلط جنگ لڑ رہا ہے۔'' ''پرویز مشرف کا فاٹا میں فوج بھیجنا تباہ کن تھا، اس سے فاٹا کا ڈھانچا تباہ ہوا......''

محترم مشیر خارجہ سے عرض ہے کہ جنرل پرویز کا فوج بھیجنا تباہ کن تھا تو آپ نے بھی تو فوج بھیجی ہوئی ہے۔ واپس نہیں بلائی، فاٹا کے تباہی سے بچے کھچے ڈھانچے سے فوج واپس کیوں نہیں بلاتے؟ یہ خاموش آپریشن کیوں جاری ہے۔ کیا خیال ہے آپ کے فوجی بمبار ایک گھرانے کے پانچ سات بندے ماریں گے تو بچ جانے والے دوتین آپ کو پھول پیش کریں گے۔ کیا آپ کی اپیلیں، علماء کے فتوے اور طالبان سے مذاکرات ان بچ جانے والوں کو فدائی بمبار بننے سے روک لیں گے؟ آپ نے فرمایا ''اب ڈرون حملے بند ہونا چاہئیں۔'' یہ آپ کس کو حکم یا تجویز دے رہے ہیں؟ کیا حکومت آپ کے پاس نہیں؟ کیا فوج کو ڈرون گرانے کا حکم کوئی امریکی، یورپی جرنیل دے گا؟ اگر آپ حکم نہیں دے سکتے، آپ نہیں کوئی اور اَن دیکھی قوت حکومت کر رہی ہے تو آپ کس قسم کے حکمران ہیں؟ صرف اپیلیں کرنے والے؟ صرف ''چاہئیں'' کی گردان کرنے والے؟ حالانکہ ابھی تھوڑا پہلے جب آپ حزبِ مخالف میں تھے تو ڈرون حملے بند کرانے اور فاٹا سے فوج واپس بلانے کے بڑے دعویدار تھے...... آپ فرماتے ہیں ''امریکہ نے افغانستان میں مقاصد حاصل نہیں کیے پاکستان کے لیے مسائل پیدا کیے ہیں......'' یہ ملک اگر آپ کا ہے اور حکومت آپ کی ہے تو اب آپ اُن مسائل کو ختم کیوں نہیں کرتے؟ کوئی پیش رفت کیوں نہیں کرتے...... چند مہینے پہلے آل پارٹیز کانفرنس میں طالبان کے ساتھ مذاکرات کا اختیار آپ کو دیا گیا مگر آپ کی حکومت نے اس وقت تک مذاکرات کو لٹکائے رکھا جب تک حکیم اللہ محسود کو شہید نہیں کر دیا گیا...... آپ کے وزیرِ اعظم امریکی اوباما سے ملنے گئے۔ وہاں نہ ڈرون کے بارے میں بات ہوئی نہ کوئی اور اہم مسائل پاکستان کے زیرِ بحث آئے مثلاً ڈاکٹر عافیہ کی رہائی۔ صرف اور صرف ڈالروں کی امداد ملی جو صرف فاٹا پر بم برسانے کے لیے فوجی مقاصد کے ساتھ مشروط تھی (اور کہا گیا کہ ڈرون آپ کی مرضی سے حملے کرتے ہیں)

آپ فرماتے ہیں ''امریکہ غلط لوگوں کے ساتھ غلط طریقے سے غلط جنگ لڑ رہا ہے......'' افغان طالبان واقعی ''غلط لوگ'' ہیں۔ آپ نے بالکل سچ فرمایا کیونکہ وہ امریکہ کی کالونی نہیں بنے، انہوں نے امریکی غلامی پر ملک وملت کی آزادی کو ترجیح دی ہے۔ انہوں نے لاکھوں بچے، بوڑھے، عورتیں اور امن پسند جوان شہید کروا لیے مگر امریکہ اور پوری دنیا

کی کافر صلیبی طاقتوں کی غلامی قبول نہیں کی، واقعی آپ نے درست فرمایا امریکہ غلط طریقے سے جنگ لڑ رہا ہے۔ آپ کے پیشرو جس کی پالیسیوں کو آپ نے جاری رکھا ہوا ہے جنرل پرویز نے بری، بحری اور فضائی اڈے اور پورا ملک امریکہ کے حوالے کر دیا تھا۔ آپ نے ابھی تک ہوائی اڈے کیوں واپس نہیں لیے؟ آپ نے ابھی تک امریکہ کی ڈالروں والی مدد کے ساتھ ’’اپنی‘‘ جنگ سے علیحدگی کیوں اختیار نہیں کی؟ فاٹا، سوات و سرحدی قبائل کے ساتھ جنگ میں جان بحق ہونے والوں کے بڑے بڑے بورڈ ’’شہید فلاں، شہید فلاں‘‘ ہر شہر کی گلی گلی میں نظر آ رہے ہیں۔ دیہاتی قبرستانوں میں ایسے ’’شہیدوں‘‘ کی پختہ مُسقّف قبریں اور اُن پر بجلی کے قمقمے بھی جگمگ جگمگ کر رہے ہیں، یہ اور بات کہ برزخ اور قبر کے اندر اُن ’’شہیدوں‘‘ کو کیا ملا ہے۔ کسی کو اس کا علم نہیں مگر ان ملکی ملّی جانباز سپاہیوں کو اس انجام کو پہنچانے والے پرویزی گروپ، زرداری گروپ اور اب انہی کے نقوش قدم پر چلنے والے اور اوباما سے منت خوشامد کر کے قبائل کے خلاف فوجی مدد اور بمبار اسلحہ لے کر اس پر نازاں ہونے والا آپ کا میاں گروپ سب شامل ہیں...... امریکہ اور اس کے اتحادی تو جا رہے ہیں مگر آپ کی نسلوں کو تو پاکستان میں رہنا ہے؟ اگر ’’یہ غلط جنگ‘‘ ہے تو محترم مشیر خارجہ آپ اس جنگ، اس غلط جنگ سے علیحدگی کیوں اختیار نہیں کرتے؟ بچوں کو تسلی دینے جیسے الفاظ سے آپ کب تک اوپر سے پاکستان کے مخلص حکمران اور اندر سے امریکی کالونی کے امریکی ناظم بن کر رہیں گے، افغانی مجاہدوں کو آپ کے پیش رو حکمرانوں نے ۵۶ ہزار سے زائد امریکی بمبار طیاروں سے شہید کروایا ہے۔ آپ بھی انہی راہوں پر چل رہے ہیں، اس پرائی مسلم کش جنگ سے علیحدگی ہی آپ کے اور تمام پاکستانی سیاست دانوں کے مفاد میں ہے۔ افعان مظلوم طالبان نے پاکستان کے ہاتھوں نقصان اُٹھانے کے باوجود کبھی ایک لفظ پاکستان کے خلاف نہیں بولا!

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

مولانا مجاہد الحسینی

مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور تقسیمِ ہند کی پرانی بحث!

دنیا میں اُمّت مسلمہ کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے؟ غیر مسلم طاقتیں کرۂ ارض سے مسلمانوں کا وجود مٹا دینے اور اسلامی معاشرت کی ایک ایک نشانی ختم کر دینے پر کمر بستہ ہیں۔ انگولا میں عیسائی حکومت نے مسلمانوں کی عبادت گاہ مساجد کی تالا بندی کر کے اقلیتوں کے مذہبی حقوق پامال کیے ہیں اور بعض مغربی ممالک میں مساجد کے مینار مسمار کر دینے کے اقدامات بھی کیے گئے ہیں تاکہ اسلامی شعائر کی کوئی نشانی نظر نہ آئے۔ جبکہ پاکستان مسلمان اکثریت والا ملک ہے یہاں کہا جاتا ہے کہ اقلیتوں کو مسلمانوں کے برابر حقوق نہیں دیے جا رہے ہیں۔ اس لیے پاکستانی دستور میں اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کی دفعات ختم کر دینی چاہیے۔ ایک برقی میڈیا پر لاہور کے ایک پادری صاحب نے سربراہ مملکت کے ''مسلمان'' ہونے اور پاکستان کے نام سے ''اسلامی'' کا لفظ ختم کر دینے کا مطالبہ کیا۔ اس مذاکرے میں مولانا مودودی صاحب کے ایک فرزند نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے حوالے سے قومی اسمبلی کے فیصلے کی بابت کہا کہ ''کیا کسی کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا قومی اسمبلی کا کام ہے؟''

بہرنوع، مقصد یہ کہ دنیا کے ممالک میں غیر مسلم حکومتیں تو اپنے جدید ترین اسلحے اور وسائل کے زور پر متعدد مسلم ممالک پر حملے کر کے ان کی اینٹ سے اینٹ بجا رہی ہیں اور ڈرون حملوں کے ذریعے ہمارے مسلمان بھائیوں کو خاک و خون میں تڑپایا جا رہا ہے اور یہاں پاکستان کے دانشور اور اہلِ قلم زندہ اور مردہ فتوے کی بحثوں اور تحریک قیامِ پاکستان کے حق اور مخالفت میں اظہارِ خیال کرنے والوں پر اپنے قلم کے تیر چلانے میں ہی شب و روز ایک کر رہے ہیں۔ روزنامہ جنگ لاہور ۱۵؍نومبر ۲۰۱۳ء کے شمارے میں ڈاکٹر صفدر محمود نے ''کون سا فتویٰ زندہ رہتا ہے'' کے زیرِ عنوان شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کی ذات گرامی پر تنقید کرتے ہوئے لکھا کہ: ''۱۹۴۵ء میں مولانا مدنی نے نہ صرف قائداعظم کو کافرِ اعظم کہا، بلکہ ایک فتوے کے ذریعے مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شمولیت سے بھی منع کیا تھا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی نے اپنی کتاب خطباتِ عثمانی میں اس کا خاصا ذکر کیا ہے۔'' جبکہ یہ کتاب مولانا شبیر احمد عثمانی کی تصنیف نہیں، بلکہ مولانا عثمانی کی تقریروں اور نظریات پر مشتمل یہ کتاب پروفیسر انوار الحسن شیرکوٹی نے لکھی ہے۔ کسی تقریر میں حضرت مدنی نے قائداعظم کو ''کافرِ اعظم'' کہا یا لکھا ہو تو محترم ڈاکٹر صاحب کو ان کی کسی بھی کتاب یا تحریر کا حوالہ دینا چاہیے تھا۔

حقائق تو یہ ہیں کہ ۱۹۳۶ء کو قائداعظم جب اپنے ساتھیوں کے طرزِ عمل سے آزردۂ خاطر ہو گئے تھے، تو انہوں نے

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اوران کے رفقاء سے تعاون کی اپیل کی اور مسلم لیگ میں شمولیت کی دعوت دی تھی، جس پر حضرت مولانا سید حسین مدنی نے دارالعلوم دیوبند سے بلا تنخواہ رخصت لے کر مسلم لیگ میں شامل ہونے کے لیے کچھ شرائط پیش کی تھیں، جنھیں قائداعظم نے منظور کرلیا تھا۔ اس پر مولانا مدنی نے یوپی کے حلقے میں مسلم لیگ کے لیے تقریریں کیں اور تمیں ارکان اسمبلی کو کامیابی سے ہمکنار کرایا تھا، جس پر چودھری خلیق الزماں (جو قائداعظم کے معتبر ترین ساتھی تھے) نے اپنی کتاب ''شاہراہ پاکستان'' کے صفحہ ۶۰۶ پر لکھا ہے: ''مسٹر جناح نے مئی ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ پارلیمنٹیرین بورڈ کا اعلان کر دیا اوران کا ایک جلسہ مینی فیسٹو اور پارلیمنٹیرین بورڈ کے ضوابط تیار کرنے کے لیے ۸/جون ۱۹۳۶ء کو لاہور میں طلب کیا۔ مسلم لیگ پارلیمنٹیرین بورڈ میں ہم لوگوں کی قطعی اکثریت تھی، یعنی راجا سلیم پور، مولانا شوکت علی، مولانا حسین احمد، راجا محمود آباد، نواب اسماعیل خان اور نوابزادہ لیاقت علی خان۔ ان سات میں نواب زادہ لیاقت علی کے ماسوا سب یونٹی بورڈ کے ممبر تھے، اسی جلسہ میں پارلیمنٹیرین بورڈ کے تمام ممبران جن میں راجا سلیم پوری، مولانا شوکت علی، نواب اسماعیل خان، راجا محمود آباد، مولانا حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ اور احرار پارٹی کے نمایندے شریک ہوئے، اس بورڈ نے تین آدمیوں کی ایک کمیٹی بنائی، جس میں نواب اسماعیل خان اور چودھری عبدالمتین شامل تھے کہ وہ پارلیمنٹیرین بورڈ کے ضوابط اوراس کا مینی فیسٹو تیار کرے، کمیٹی کا کام ختم ہونے پر ضوابط اور مینی فیسٹو کی منظوری کے لیے پیش ہوئے تو جمعیت علمائے ہند کے ممبران نے اس بورڈ میں بھی وہ سوال اٹھایا کہ مسلم لیگ کی طرف سے کوئی بل مذہبی نوعیت کا پیش نہ ہو جس کو جمعیت علماء کی حمایت نہ ہو، مگر بورڈ نے اسے قبول نہیں کیا تھا۔'' (شاہراہ پاکستان، ص: ۶۰۶)

علاوہ ازیں چودھری خلیق الزمان نے یہ بھی لکھا ہے کہ: ''مولانا سید حسین احمد مدنی نے مردہ مسلم لیگ کو دوبارہ زندہ کرنے کے سلسلے میں اہم خدمات انجام دی تھیں۔'' باقی رہا پارلیمنٹیرین بورڈ کے روبرو جمعیت علمائے ہند کی شرائط کے اس حصے کا معاملہ کہ ''مذہبی امور کی بابت کوئی بل جمعیت علماء کی حمایت کے بغیر پیش نہ ہو'' کیا یہ بھی نظریۂ پاکستان کے خلاف تھا؟ مذہبی امور کی بابت تو علمائے کرام ہی صحیح رہنمائی کر سکتے ہیں۔ یہاں پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یوپی کے جس علاقے میں مولانا سید حسین احمد مدنی نے شب و روز ایک کر کے مسلم لیگ کے تمیں سے زائد ارکان کامیاب کرائے تھے، وہ مسلم اکثریت کا علاقہ تو پاکستان سے خارج رہا اور جس علاقے میں یونینیسٹ جاگیردار کامیاب ہوئے اور مسلم لیگ کو خاطر خواہ کامیابی نہ ملی، وہ علاقے پاکستان میں شامل کر لیے گئے۔ یہی مولانا سید حسین احمد مدنی کا اختلاف تھا، پاکستان کے وجود کا نہیں بلکہ تقسیمِ ہند کے فارمولے کا اور قیامِ پاکستان کے بعد تو حضرت مدنی نے پاکستان کو ایک مسجد کا درجہ قرار دیا تھا کہ مسجد بنانے سے پہلے اختلاف ہوسکتا ہے کہ یہاں بنائی جائے یا وہاں، مگر بن جانے کے بعد اس کی حفاظت مسجد کی مانند ہے۔

ڈاکٹر صفدر محمود صاحب کو بحث ونزاع میں پڑنے کی بجائے اس دور کی تاریخی وسیاسی کتب کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے اور تقسیمِ ہند کی اس سازش پر بھی اظہار خیال کرنا چاہیے کہ ضلع گورداس پور (پنجاب) کو پاکستان کے علاقے میں ایک بار شامل کرنے کے بعد اسے کس بنیاد پر بھارت میں شامل کیا گیا تھا؟ اور اس میں سر ظفر اللہ خان کا کردار کیا تھا؟ ڈاکٹر صفدر صاحب کو ’’مارشل لا سے مارشل لا تک‘‘ نامی کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے، جو ایک سرکاری افسر کی تصنیف ہے۔ جہاں تک مظہر علی اظہر کے فتوے کا تعلق ہے کہ انہوں نے قائداعظم کو کافرِ اعظم قرار دینے کا فتویٰ دیا تھا، یہ الزام بھی حقیقت کے خلاف ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو فتویٰ نویسی اور شعر گوئی میں فرق رکھنا چاہیے، کیونکہ مظہر علی اظہر کوئی مولوی یا مفتی نہیں بلکہ ایک قانون دان (ایڈووکیٹ) تھے اور اثناءعشری مسلک رکھنے کے ساتھ مجلس احرار میں شامل تھے۔ انہوں نے الیکشن کے موقع پر اپنی تقریر کے دوران محترمہ رتن بائی (پارسی) عورت کے ساتھ شادی پر قائداعظم کو سوالیہ انداز میں کافرِ اعظم کے لفظ پر مشتمل شعر کہا تھا، جبکہ قائداعظم بھی ان دنوں اثناعشری عقیدہ رکھتے تھے اور مظہر علی اظہر بھی۔ دونوں وکیل تھے۔ آخری عمر میں دونوں نے اپنے عقائد تبدیل کر لیے تھے۔ قائداعظم نے علامہ شبیر احمد عثمانی کو اپنا جنازہ پڑھانے کی وصیت کی تھی اور مظہر علی اظہر کا جنازہ مولانا عبید اللہ انور نے پڑھایا جب کہ انھوں نے لکھنؤ میں تحریک مدحِ صحابہ کی قیادت مجلس احرار کے نمایندے کی حیثیت سے کی تھی۔ آج ان شخصیات پر تنقید کوئی دانشمندی کی بات نہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے اس مضمون میں تحریکِ ہجرت اور ترکِ موالات کو بھی زیرِ بحث لایا گیا، حالانکہ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تحریکِ ہجرت میں تو میاں عبدالہادی سابق صدر پنجاب مسلم لیگ بھی شامل تھے اور مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے ان کی تحریک آزادی میں خدمات کا زبردست اعتراف کیا تھا۔ اگر ہجرت اور ترکِ موالات وغیرہ تحریکیں نہ ہوتیں تو انگریز حکمران کبھی ہندوستان چھوڑ کر نہ جاتے۔ اس سلسلے میں علامہ شبیر احمد عثمانی کے ساتھ مولانا سید حسین احمد مدنی کی گفتگو ملاحظہ کیجیے، جو خطبات عثمانی نامی کتاب کے صفحہ ۱۰۵ پر درج ہے۔ پاکستان کے قیام پر مولانا مدنی کا اشکال اور اس کا شافی جواب کے زیرِ عنوان لکھا ہے۔ مولانا حسین احمد نے فرمایا: ’’اگر پاکستان قائم ہوگیا تو ہندوستان کا دفاع کیسے ہوگا؟ روس نے اگر حملہ کیا تو سرحد کے مسلمان پس جائیں گے، سارا بوجھ ان پر پڑ جائے گا۔‘‘

علامہ عثمانی نے فرمایا کہ یہ تو آپ مان ہی چکے ہیں کہ ’’انگریز ابھی یہاں موجود ہے۔ سرِ دست اگر پاکستان بنائے گا تو وہی بنائے گا۔‘‘ سرحدوں کی حفاظت کی بھی صورت ضرور نکالے گا اور اس کے چلے جانے کی صورت میں بیرونی قوت ہندوستان پر چڑھائی کرے گی تو دونوں منطقے مل کر اس کی مدافعت کریں گے اور ہر ایک دوسرے کی آدمی، سامان، اسلحہ اور روپے سے مدد کرے گا، کیونکہ یہ مشترکہ مفاد ہوگا، ایسا نہیں کریں گے تو سب کا نقصان ہوگا۔ اس قسم کے دفاع کے کام تو باہمی معاہدوں سے انجام پائیں گے۔ مولانا حمد سعید نے فرمایا کہ حضرت! معاہدوں کو آج کل کون پوچھتا ہے؟ علامہ عثمانی نے فرمایا کہ جب بلا معاہدہ سب کچھ کرنے کو تیار ہیں تو معاہدہ کی صورت میں بہرحال اس سے قوی تر ہونی چاہیے۔

محمد سمیع اللہ*

موجودہ دور میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ کس طرح ممکن ہے؟

سابق صدر ایوب خان کے دورِ اقتدار میں نافذ کردہ عائلی قوانین کو جن کی کئی دفعات شریعت اسلامیہ سے متصادم ہیں، قرآن وسنت کے مطابق تشکیل دیتے ہوئے قانون سازی کا کام عرصہ دراز سے التواء میں پڑا ہے۔ واضح رہے کہ صدر ایوب خان نے مغربی تہذیب کی دلدادہ خواتین کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ڈاکٹر فضل الرحمٰن، ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامی (وزارت مذہبی امور) کے ایماء پر یہ خلافِ شرع عائلی قوانین بذریعہ آرڈیننس ۱۹۶۱ء میں قوم پر مسلط کیے جس کا خمیازہ ہم آج تک اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کی صورت میں بھگت رہے ہیں۔ اُس کی ایک واضح مثال مروجہ سرکاری نکاح فارم ہے جس کی شریعت سے متصادم کئی دفعات کو آج تک تبدیل نہیں کیا گیا۔

ایوب خان پاکستان کا پہلا حکمران تھا جس نے مداخلت فی الدین کی ابتدا کی اور شریعت کے احکامات میں تحریف کی بنیاد ڈالی جب کہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن اُس کے بہت قریب اور دینی معاملات میں اس کا مشیر خاص تھا۔

جب تک ہم اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلانِ جنگ (یعنی سود کا خاتمہ) اور رسوائے زمانہ عائلی قوانین کی غیر شرعی دفعات کو کالعدم قرار نہیں دیتے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں کر سکتے۔ پاکستان کی اس زمین کے نیچے تیل اور معدنیات کے بے تحاشا ذخائر پوشیدہ ہیں لیکن عین ممکن ہے کہ ان سے استفادہ اسی وجہ سے نہیں ممکن ہو رہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی شریعت سے بغاوت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ لہٰذا اس وقت تک عوام کی آسائش کے لیے دستیاب نہیں ہوں گے جب تک یہاں طارق بن زیاد جیسا مردِ مومن حکمران کشتیوں کو جلا کر شریعتِ اسلامیہ کو بذریعہ نظامِ خلافت نافذ کرنے کا عزم نہ لے کر آئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میاں محمد نواز شریف کو ہمت وحوصلہ دیں کہ وہ اپنے اس تیسرے دورِ حکومت میں ان دو بڑی برائیوں (یعنی سود اور خلافِ شرع عائلی قوانین) کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکیں پھر دیکھیں کہ اللہ کی نصرت کس طرح آتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۱۔ وَالَّذِينَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ. (سورۃ العنکبوت، آیت:۶۹)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے ہمارے لیے کوشش کی ہم ان کو ضرور اپنے رستے دکھا دیں گے اور اللہ تو نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

۲۔ وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْن. (سورۃ الروم، آیت:۴۷) ترجمہ: اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی

۳۔ اِنْ تَنْصُرُوْا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ. (سورۃ محمد، آیت:۷)

ترجمہ: اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری بھی مدد کرے گا۔

*سابق سیکرٹری، اسلامی نظریاتی کونسل

اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد یہ ہے کہ اہل ایمان، اللہ کے حکموں پر عمل کریں کیونکہ اللہ کے وعدے اس کے احکام پر عمل کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

خاتمہ سود کے لیے عملی اقدامات:

خاتمہ سود کے عملی اقدامات کے لیے دین دار ماہرین اقتصادیات بالخصوص اس مسئلے سے آگاہ جدید تعلیم یافتہ حضرات میں سے ممتاز سول سرونٹ اوریا مقبول جان اور نامور صحافی انصار عباسی جیسے لوگوں کی خدمات سے استفادہ کیا جائے کہ سود کی اس لعنت نے ملک کو دیوالیہ بنا دیا ہے اور اس کی موجودگی میں کبھی ہم اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہوسکتے ہمیشہ غیروں کے محتاج اور قرض دار رہیں گے۔ اغیار کی معاشی غلامی یا اپنے وسائل پر خود انحصاری میں کسی ایک راستہ کا انتخاب کرنا ہوگا۔

اگر نیک نیتی سے ہمارا نصب العین سودی معیشت سے چھٹکارا ہو اور اس کے لیے ہم اخلاص سے اسلام کے معاشی اصولوں کے مطابق جدوجہد کریں تو لازمی طور پر اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہوگی اور اس صورت میں فتح وکامرانی یقینی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم ہوا تو انہوں نے اللہ پاک سے عرض کی کہ اس لق ودق صحرا میں عبادت کے لیے کون آئے گا؟ تو غیب سے آواز آئی کہ تمہارا کام صدا لگانا ہے بندے بھیجنا ہمارا کام ہے۔ آج حرمین شریفین میں حج اور عمرہ کے موقعوں پر تل دھرنے کی جگہ نہیں ملتی۔

خوش حالی اللہ کی حدود کو توڑ کر نہیں بلکہ حدود اللہ کے نفاذ میں ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی حدود میں ایک حد قائم کرنا اللہ کے ملکوں میں چالیس راتوں کی بارش سے زیادہ فائدہ مند ہے۔'' (سنن ابن ماجہ)

ہماری غربت وافلاس کی وجہ بھی اللہ کی شریعت سے منہ موڑنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو قوم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرے اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان غربت وافلاس عام کر دیتا ہے۔'' (المعجم الکبیر)

اور فرمایا: ''جب کسی قوم کے حکمران اللہ کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو معطل کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان خانہ جنگی برپا کر دیتا ہے۔'' (شعب الایمان)

آج کل ہم اسی قسم کے حالات سے دوچار ہیں۔ سود کے فوری خاتمے سے ہوسکتا ہے کہ ایک دفعہ ہماری معیشت کو دھچکا لگے مگر بقولِ شاعر:

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اُونچا اڑانے کے لیے

سود کے لالی پاپ (سود کی میٹھا چڑھی ہوئی زہریلی گولی) کا ترک کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے صبر و استقامت کا امتحان ہوگا۔ اگر ہم ثابت قدم رہے تو خوش حالی اور دنیا وآخرت میں عزت وآبرو اور قدر ومنزلت ہمارا مقدر ہوگا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ.

ترجمہ: ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرنے والوں کو (اللہ کی خوشنودی کی) بشارت سنادو۔ (سورت البقرہ، آیت: ۱۵۵)

قرآن مجید (۲:۱۷۸) نے سود کو حرام قرار دیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سودی لین دین کرنے والوں کے خلاف جنگ کا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح حدیث شریف میں اللہ نے اپنے ولی (یعنی احیائے اسلام کے سلسلہ میں جدوجہد کرنے والا بندہ) کو اذیت (ذہنی یا جسمانی) پہنچانے والوں کے خلاف بھی اعلانِ جنگ کیا ہے۔ اگر حکومتِ وقت سود کے بارے میں اپنی موجودہ روش پر قائم رہی تو اسے پھر اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے۔ اللہ کے لیے کیا دیر ہے کہ زمین کو ہلکی سی جنبش دے یا دریاؤں اور سمندر سے پانی اُچھال دے۔

مسلم خاندانی قوانین کے آرڈیننس ۱۹۶۱ء کے تحت وضع کردہ مروجہ نکاح فارم میں قرآن وسنت کے مطابق تصحیح، ترمیم اور اصلاح کی ضرورت:

علمائے حق کی رائے میں مروجہ نکاح فارم میں مندرجہ ذیل اُموں کی طرف حکام کی فوری توجہ درکار ہے۔

(۱) شادی کی عمر کا تعین:

اخباری اطلاعات کے مطابق حکومت پاکستان، اسلامی نظریاتی کونسل کی تجویز کی روشنی میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے شادی کی کم از کم عمر بالترتیب ۱۸ اور ۱۶ مقرر کرنے پر غور کر رہی ہے۔ شادی کی عمر کا مجوزہ تعین شرعی لحاظ سے بلوغت کی عمر سے زائد ہے۔ اربابِ اقتدار کو چاہیے کہ معاشرے میں شادی بیاہ کے معاملات میں خلاف شرع رسم ورواج کی روک تھام کے لیے قانون سازی کریں۔

(۲) طلاق کا حق:

شریعت اسلامیہ نے طلاق کا حق مرد کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کو افضل بنایا ہے یعنی اُس کا حق عورت سے زائد ہے۔ ملاحظہ ہو: سورۃ النساء کی آیت: اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ

بِمَا اَنۡفَقُوۡا مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَيۡبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ.

ترجمہ: مرد عورتوں پر مسلّط وحاکم ہیں اس لیے کہ اللہ نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لیے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ تو جو نیک صالح بیویاں ہیں وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہیں اور اُن کے پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت میں (مال و آبرو کی) خبر داری کرتی ہیں۔''

قرآن کی رو سے عورت کو طلاق دینے کا حق صرف اس کے خاوند کا ہے۔ عورت کو خاوند سے ناچاقی اور بدسلوکی، کی صورت میں خلع لینے کا اختیار ہے۔ البتہ عدالت ازخود مرد کی طرف سے طلاق نہیں دے سکتی بلکہ فسخِ نکاح کے پورے قواعد اور طریقہ کار کی اتباع ضروری ہے۔ خلع کی صورت میں وہ حق مہر (اگر ادا نہ ہوا ہو) کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔ مگر جب مرد طلاق دے تو بقیہ حق مہر کا وہ مطالبہ کر کے وصول کر سکتی ہے۔

(۳) طلاق کا مسئلہ:

شریعتِ اسلامیہ کے نزدیک مرد اگر تیسری بار طلاق دیدے تو وہ طلاق مغلظ یعنی پختہ ومکمل ہو جاتی ہے اور بیوی شرعی لحاظ سے اُس سے جدا ہو جاتی ہے۔ اور اسی تاریخ سے اُس کی عدت کا شمار شروع ہو جاتا ہے۔ مگر ''مسلم'' خاندانی قوانین کے آرڈی نینس مجریہ ۱۹۶۱ء کے تحت ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے تحت فریقین کا معاملہ عدالت (ثالثی کونسل) میں پیش ہوتا ہے۔ جہاں بحث ومباحثہ شروع ہوتا ہے اور عرصہ دراز تک تاریخیں پڑتی رہتی ہیں جو کہ شریعت کے قانون کی خلاف ورزی ہے۔ تین طلاقوں کے بعد بیوی شوہر سے جدا ہو جاتی ہے اور اس کو سابقہ شوہر کے ساتھ رہنے کا کوئی شرعی جواز نہیں۔ اور نہ ہی اس مسئلہ میں چیئرمین ثالثی کونسل کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جب میاں بیوی کا رشتہ ہی ختم ہو گیا تو پھر ثالثی یا صلح وصفائی کس بات کی؟ مرد سے اس کا جائز حق کسی غیر شرعی قانون سے نہیں چھینا جا سکتا۔

(۴) دوسری شادی کے لیے اجازت نامہ کا حصول:

عائلی قوانین مجریہ ۱۹۶۱ء کی یہ دفعہ بھی شریعت سے متصادم ہے۔ مرد کو جائز ضرورت کے تحت دوسری شادی کی اجازت ہے۔ شریعت نے اس پر کوئی بندش نہیں لگائی۔ البتہ اس ضمن میں قرآن مجید کا بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کرنے کا قانون واضح ہے۔ ملاحظہ ہو سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳: وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِى الۡيَتٰمٰى فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ ذٰلِكَ اَدۡنٰٓى اَلَّا تَعُوۡلُوۡا.

ترجمہ: اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں ان سے انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تم کو پسند

ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار ان سے نکاح کرلو۔ اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نہ کر سکو گے تو ایک عورت کافی ہے یا لونڈی جس کے تم مالک ہو۔ اس طرح سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے۔

لہٰذا چیئرمین ثالثی کونسل سے دولہا کا دوسری شادی کرنے کی اجازت لینا یا اس کے لیے کوئی پیچیدہ طریقہ کار وضع کرنا مداخلت فی الدین ہے۔ کیونکہ عائلی قوانین میں مروجہ نکاح فارم شق نمبر ۲۱ کے تحت دوسری شادی کے لیے اجازت نامہ کا حصول ضروری ہے جب کہ شریعت اسلامیہ میں یہ ضروری نہیں اور غیر ضروری کو ضروری قرار دینا مداخلت فی الدین ہے۔ اور اس لیے اس شق کو کالعدم کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ قانونی چارہ جوئی کی وجہ سے فریقین عرصہ دراز تک عدالتی پیشیوں کے چکروں میں پھنسے رہتے ہیں جو اُن کی بعد از خلع یا طلاق نئی ازدواجی زندگی کی راہ میں نہ صرف بے جا رکاوٹ اور اذیت کا باعث ہے بلکہ معاشرے میں جنسی بے راہ روی کی راہ ہموار کر رہی ہے۔

(۵) شادی کا نصب العین:

شریعتِ اسلامیہ میں شادی نصب العین خوش اسلوبی ہے۔ جو تبھی ممکن ہے کہ جب میاں بیوی میں مہر و محبت ہو اور یہ اسلامی طرز زندگی ہی بسر کرنے سے ہی ممکن ہے۔ اس کے لیے حکومت کو مغربی تہذیب کے Flood Gates (طوفانی دروازے) بند کرنے ہوں گے یعنی مرد و زن کی مخلوط محفلیں، بے پردگی، بے حیائی اور فیملی پلاننگ کے تحت مانع حمل ادویات کا بے دریغ اور غیر شرعی استعمال جو صرف اور صرف زنا و بدکاری کے فروغ کا ذریعہ بن رہا ہے۔

(۶) نفاذِ شریعت کے لیے دینی بصیرت سے عاری حکمت عملی کی حوصلہ شکنی:

ہمارے معاشرے میں بگاڑ کا بنیادی سبب قول و فعل کا تضاد ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے اس لیے اس سے اجتناب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی اوّلین شرط ہے۔ اسلام مغرب کے سودی (سرمایہ دارانہ) نظام، ملحدانہ آزاد جمہوریت اور حیا سے عاری دجالی تہذیب کے مقابلے میں ایک اعلیٰ وارفع نظام حیات پیش کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ زندگی کی ہر سطح پر احکام شریعت کی پابندی کریں۔ ہمارے ملک کے سرمایہ پرست نظامِ زندگی میں اسلامی طرزِ زندگی ممکن ہی نہیں لہٰذا شریعت اسلامیہ کو بذریعہ خلافت نافذ کریں کیونکہ نظامِ خلافت کا قیام ہی ملکی سالمیت کی ضمانت دے سکتا ہے۔ مگر غیروں سے گلہ ہی کیا خود اپنوں نے اس دیرینہ ملی مطالبہ کو التوا میں ڈالنے کے لیے دینی بصیرت سے عاری ایسی حکمتِ عملی وضع کی ہے جس کے تحت ایک جانب ریڈیو، ٹی وی اور میڈیا پر مغرب میں یہود ونصاریٰ کے ہاں سے اسلامی علوم میں Ph.D (پی ایچ ڈی) کی ڈگریاں حاصل کرنے والے نام نہاد اسلامی سکالر دینی احکامات وتعلیمات کا حلیہ بگاڑ کر اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اس طرح ملک میں انتشار پھیلا رہے ہیں

اور دوسری طرف خود حکومت ورلڈ بنک، IMF اور دیگر غیر ملکی کمپنیوں اور ملکی بنکوں سے سودی قرضے لے کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کو طول دے رہی ہے۔ اس لحاظ سے ذلت ورسوائی دین سے روگردانی کرنے والے حکمرانوں کا مقدر بن چکا ہے اور عوام مہنگائی، بدعنوانی، رشوت، قتل وغارت اور ظلم وستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ جس کا مداوا ضروری ہے تاکہ یہ ملکِ عزیز مزید ٹوٹ پھوٹ کی نذر نہ ہو جائے۔ ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیے کہ شرعی احکامات کے خلاف یہ بغاوت اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کو دعوت دے رہی ہے اور کوئی بعید نہیں کہ اس مسلسل ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہم قہر خداوندی کا نشانہ بن جائیں۔

(۷) اسلامی نظریاتی کونسل کا دائرۂ عمل واختیارات:

اسلامی نظریاتی کونسل ایک آئینی ادارہ ہے جس کا کام دینی معاملات میں حکومت کی راہنمائی کرنا ہے۔ اور اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کی طرف متوجہ اور قائل کرنا ہے۔ بقول شاعرِ قوم علامہ اقبال:

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الاّ اللہ

سابق صدر ضیاء الحق ملک میں نفاذِ اسلام چاہتے تھے، انہوں نے سرکاری دفاتر میں نماز باجماعت کا اہتمام کروایا، نظامِ زکوٰۃ کا حکومتی سطح پر احیا کیا، علماء کا وقار بلند کیا اور معاشرے میں ان کو جائز مقام ومرتبہ دینے کی کوشش کی۔ وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ علما میری Constituency ہیں یعنی وہ میرے حلقۂ انتخاب ہیں۔ اس مقصد کے لیے عموماً وہ ہر سال علماء ومشائخ کی کانفرنس بلا کر اُن کا اکرام کرتے تھے۔ ۱۹۸۵ء کے آخر میں نفاذِ اسلام کی رفتار کا جائزہ لینے کے لیے انہوں نے ایسی ہی ایک علماء ومشائخ کی کانفرنس بلائی جس میں شرکاء نے اپنا اپنا نقطہ نظر پیش کیا۔ آخر میں جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب کو، جو اس وقت اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین تھے (اور یہ گنہگار اُن کا نائب یعنی اسلامی نظریاتی کونسل کا سیکرٹری تھا) اپنے اظہارِ خیال کا موقع دیا گیا۔ انہوں نے بڑی جرأت ایمانی سے کام لے کر صدر مرحوم پر واضح کیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل آپ کو اسلامی نظام کے رائج کرنے کے لیے سفارشات پیش کرتی ہے۔ مگر وہ کسی نہ کسی حیلے بہانے سے سرد خانے میں ڈال دی جاتی ہیں جس سے نفاذ اسلام کا کام بری طرح سے متاثر ہو رہا ہے۔ لہٰذا بغیر عمل کے ایسی کانفرنسیں بلانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس پر صدر ضیاء الحق غصے میں آ گئے اور مائیک پر آ کر چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل کو کہا کہ میں آپ کو تین دن کے لیے بچہ سقہ کی حکومت دیتا ہوں آپ اسلام نافذ کر کے دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس غیر شعوری جسارت کو معاف فرمائیں۔

اسلام دینِ فطرت ہونے کے ناطے سے ابدی ہے اور دورِ حاضر میں بھی نا قابلِ عمل نہیں اور نہ ہی اس کے نفاذ کے لیے تین دن کی مہلت درکار ہے۔ مجاز حاکم چاہے وہ خلیفہ وقت ہو یا مملکت کا صدر یا ملک کا وزیر اعظم، صرف تین منٹ کے لیے قوم کے سامنے خطاب اور تحریری حکم نامہ سے ملک میں اسلام کا نفاذ کر سکتے ہیں۔ اس طرح کہ وہ سرکاری طور پر اعلان کر دیں کہ آج مؤرخہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۵۳۴ (یا جو بھی تاریخ ہو) کو ملک میں جو بھی شریعت سے متصادم قانون رائج ہیں (یعنی سودی لین دین اور کاروبار، خلاف شرع عائلی قوانین، اخلاقی بندش سے عاری فیملی پلاننگ پروگرام وغیرہ) وہ کالعدم ہیں اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک کا واحد سپریم لاء قرار دینے سے اسلام کا نفاذ ہو گیا۔

واضح رہے کہ محض دوسو سال قبل عالمِ اسلام کی جملہ معیشت سود سے پاک تھی اور اس وقت معاشرہ آج سے کہیں زیادہ خوش حال تھا۔ آج بھی خلافتِ اسلامیہ کا وہ پُرشکوہ اور مثالی دور واپس آ سکتا ہے صرف ضبطِ نفس اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور ہمت وحوصلہ سے کام کرنے کی ضرورت ہے، یہ راہ کٹھن ضرور ہے مشکلات اور آزمائشیں آئیں گی مگر جو ثابت قدم رہے وہ کامیاب ہوں گے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ وَ مَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسۡبُہٗ. (سورۃ الطلاق، آیت: ۲، ۳)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے (رنج ومحن سے) خلاصی کی صورت پیدا کر دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے وہم وگمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے گا تو وہ اس کی کفایت کرے گا۔

اسی طرح انگریزی زبان کا یہ مقولہ Where there is a will there is a way معروف ہے۔ یعنی اگر کوئی کام کرنے کا مصمم ارادہ کر تو اس کے لیے راہیں نکل آتی ہیں۔

حرفِ آخر:

مقامِ افسوس ہے کہ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف دین کی طرف رجحان کی شہرت رکھتے ہیں مگر اس کے باوجود کسی سیاسی مصلحت کی وجہ سے شریعت نافذ نہیں کر رہے۔ اُن کو باری تعالیٰ کا یہ فرمان یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن مجید (سورہ المائدہ کی آیت ۴۴، ۴۵۔ ۴۷) میں اللہ کے احکام کے مطابق حکم نہ صادر کرنے والوں کو کافر، ظالم اور فاسق قرار دیا گیا ہے۔ اور تینوں گروہ جہنم میں جانے والے ہیں۔

جنوب مشرقی ایشیا کے ایک چھوٹے سے مسلمان ملک برونائی کے حاکم، سلطان حسن البلقیہ نے ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کا اعلان کر دیا ہے۔ برونائی اسلام کے نام پر معرض وجود میں نہیں آیا جبکہ پاکستان اسلام کے نام پر

قائم ہوا تھا۔ پاکستان کے حکمران، برونائی کے سلطان ہی سے سبق سیکھ کر ملک میں اسلام نافذ کر دیں۔ قیامِ پاکستان سے اب تک نفاذ شریعت سے فرار ہی اصل خرابیوں کی جڑ ہے اور اسی دوغلی پالیسی نے ملکی سالمیت کے لیے خطرات بڑھا دیے ہیں۔ نفاذ شریعت کے لیے اسلام نے خلافت کا نظام وضع کیا ہے۔ جس کے احیا کی شدت سے ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر اہلِ اسلام کا کھویا ہوا وقار اور عظمت بحال نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا خلافت کے دوبارہ قیام کے لیے کوشش کرنا فرض ہے اور اس سے غفلت برتنا اللہ کی ناراضگی کو مول لینا ہے۔

سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز کے اپنے خطبہ حج (۱۴۳۴ھ) میں کہا ہے کہ ''شریعت کو نافذ کرنے سے کامیابی ہمارے قدم چومے گی'' یہی اصل کی طرف لوٹنے کا وہ کامیاب نسخہ ہے جس کے بغیر ہم شفایاب نہیں ہوسکتے۔

شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے لیے کسی لمبی چوڑی مشق Exercise کی ضرورت نہیں (حرمت شراب کے سلسلہ میں مدینۃ النبی کی مثال ہمارے سامنے ہے) صرف پختہ عزم، ہمت وحوصلہ اور اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے کی ضرورت ہے (القرآن، سورہ آل عمران، آیت: ۱۶۰، ۱۵۹)

لہٰذا میاں محمد نواز شریف صاحب ویسی ہی مثالی جرأت کا مظاہرہ کریں جو انہوں نے مؤرخہ ۲۸/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو ایٹم بم کا دھماکہ کرنے کے یادگار موقع پر کی تھی۔ اس طرح اُن کا نام تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا اور جنت الفردوس میں اُن کا داخلہ یقینی ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ میاں محمد نواز شریف صاحب کی حکومت کو یہ دینی فریضہ ادا کرنے کی توفیق اور سعادت نصیب کرے۔ آمین۔

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

قصّہ شہر بانو (سلامہ یا سلافہ)

ماہنامہ نقیبِ ختم نبوّت ملتان دسمبر ۲۰۱۳ء کے شمارہ میں جناب مفتی ابوالخیر عارف محمود استاد و رفیق شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ فاروقیہ کراچی کا ایک مضمون بہ عنوان ’’حضرت زین العابدین علیؒ بن حسینؓ، اہل سنت والجماعت کی نظر‘‘ میں پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ جس میں موصوف ابتدا ہی میں اہلِ باطل کے بے بنیاد پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے۔ چنانچہ فاضل مضمون نگار لکھتے ہیں:

’’اس تحریر کا مقصد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اس جلیل القدر صاحبزادے (حضرت زین العابدینؒ) کا صحیح تعارف اوران کی زندگی کا حقیقی روپ پیش کرنا ہے جو اہلِ باطل کے بے بنیاد پروپیگنڈے کی وجہ سے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہے......

علامّہ ذہبیؒ نے تاریخ اسلام (۱۸۱/۳) میں یعقوب بن سفیان فسوی سے نقل کیا ہے کہ علیؒ بن حسینؓ ۳۳ھ میں پیدا ہوئے لیکن سیر اعلام النبلاء (۳۸۶/۴) میں علامہ موصوف نے یہ لکھا ہے کہ (شاید) ان کی پیدائش ۳۸ھ میں ہوئی ہے۔ علاّمہ ابوالحجاج جمال الدین یوسف مزیؒ نے بھی تہذیب الکمال (۳۸۳/۲۰) میں یعقوب بن سفیان سے سن ولادت ۳۳ھ نقل کیا ہے اور یہی راجح ہے۔

علیؒ بن حسینؓ کی والدہ کا نام سلامہ یا سلافہ ہے جو اس وقت کے شاہ فارس یزدجرد کی بیٹی تھی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایران فتح ہوا تو یہ لونڈی بنا لی گئی تھی (سیر اعلام النبلاء ۳۸۶/۴، تہذیب الکمال ۲۰/ ۳۸۳)۔ ابن سعد نے طبقات (۲۱۱/۵) میں اس کا نام غزالہ نقل کیا ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ ان کی والدہ خلیفہ یزید بن ولید بن عبدالملک کی پھوپھی تھی (سیر اعلام النبلاء (۳۹۹/۴) لیکن یہ ضعیف قول ہے۔‘‘

(ماہنامہ نقیبِ ختم نبوّت ملتان، ص: ۲۳۔۲۴، دسمبر ۲۰۱۳ء)

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں:

’’حضرت زین العابدین کی ولادت ۳۸ھ کے کسی مہینہ میں ہوئی۔ ان کی والدہ سلافہ آخری شاہِ ایران یزدگرد کی صاحبزادی تھیں عام طور پر وہ شاہ بانو کے نام سے مشہور ہیں۔‘‘ (المرتضیٰؓ، ص: ۳۷۸)

معروف محقق و سکالر جناب حکیم محمود احمد ظفر رقم طراز ہیں:

''شیعہ اور سُنّی دونوں مؤرخین نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ایک زوجہ کا نام شہر بانو بنت یزدگرد ذکر کیا ہے جس سے جناب علیؒ بن حسینؓ (زین العابدین) پیدا ہوئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ماموں زاد بھائی عبداللہ بن عامر بن کریز نے جب خراسان کو فتح کیا تو اورغنائم کے ساتھ بادشاہ یزدگرد کی دو لڑکیاں بھی قیدی ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آئیں، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ دونوں لڑکیاں حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو عطا فرمائیں۔''
(سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما، تاریخ کے آئینہ میں، ص: ۱۵۹۔۱۶۰)

جب کہ حضرت مولانا محمد نافع اس واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اس واقعہ کے ذریعہ ثابت ہوا کہ خلافت فاروقی برحق تھی غاصبانہ نہ تھی اور اس کے فوجی تصرفات سب درست تھے اور اس کے غنائم کو اخذ کرنا شرعاً صحیح تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے اپنے تمام حقوق مالی وصول فرماتے تھے اور ان حضرات کا آپس میں کوئی سیاسی و مذہبی اختلاف ہرگز نہ تھا۔ یہ تاریخی واقعات ان گزارشات پر شاہد عدل ہیں۔'' (رحماء بینہم۔ حصہ دوم، ص: ۲۷۱)

حضرت موصوف اس قصہ کو عہدِ عثمانی میں دوبارہ زیر بحث لاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''شہر بانو کا یہ واقعہ قبل ازیں حصہ صدیقی و حصہ فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتوحات و غنائم میں درج ہو چکا ہے یہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فتوحات میں نقل کرنا تضاد بیانی ہے۔ اس شبہ کے ازالہ کے لیے صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ ہم نے شیعہ علماء کا بیان بطور الزام نقل کر دیا ہے۔ اگر یہ تضاد بیانی ہے تو ان کے علماء نے ذکر کی ہے ہم ناقل ہیں۔ یہ ان کے ائمہ کے فرمودات ہیں۔ اگر ضرورت سمجھیں تو اس کا رفعِ تضاد خود ہی فرما دیں ہمارے استدلال میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا شہر بانو بنت یزدجرد کا واقعہ اگر خلافت فاروقی میں پیش آیا تھا تب بھی ٹھیک ہے۔ اگر خلافتِ فاروقی میں نہیں بلکہ خلافتِ عثمانی میں ہوا تب بھی درست ہے۔ مقصود یہ ہے کہ خلیفہ دوم و خلیفہ سوم نے ہاشمیوں کے مالی حقوق غنائم وغیرہ سے ادا کیے، ضائع نہیں کیے اور ان حضرات کے باہمی تعلقات و روابط ٹھیک طرح قائم تھے۔ **ھٰــــــذا ھو المرام۔**'' (رحماء بینہم، حصہ سوم۔ ص: ۱۵۸)

شیعہ مجتہد کلینی حضرت زین العابدین کے متعلق لکھتے ہیں:

''حضرت علی بن حسینؓ ۳۸ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کی وفات ۹۵ھ میں بعمر ۵۷ سال ہوئی۔ ان کی والدہ کا نام سلامہ (زیادہ مشہور شہر بانو ہے ممکن ہے کہ یہ نام اسلامی ہو) بنت یزدجرد بن شہریار بن شیرویہ بن کسریٰ ابرویز۔ اور یزدجرد ایران کا آخری بادشاہ تھا۔ امام محمد باقر نے فرمایا کہ بنت یزدجرد حضرت عمر کے پاس آئیں تو مدینہ کی باکرہ لڑکیاں

ان کا حسن و جمال دیکھنے بالائے بام آئیں جب مسجد میں داخل ہوئیں تو چہرے کی تابندگی سے مسجد روشن ہوگئی۔ عمر نے جب ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے اپنا چہرہ چھپالیا اور کہا: برا ہو ہرمز کا کہ اس کی سوئے تدبیر سے یہ روزِ بد نصیب ہوا۔

حضرت عمر نے کہا: کیا تو مجھے گالی دیتی ہے (کہ میرے دیکھنے کو روزِ بد کہا) اور ان کی اذیت کا ارادہ کیا۔ امیر المؤمنین (حضرت علیؑ) نے کہا: ایسا نہیں ہے۔ اس کو اختیار دو کہ وہ مسلمانوں میں سے کسی کو اپنے لیے اختیار کرے۔ اس کے حصہ غنیمت میں اس کو سمجھ لیا جائے۔ جب اختیار دیا گیا تو وہ لوگوں کو دیکھتی ہوئی چلیں اور امام حسینؑ کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ امیر المؤمنین (حضرت علیؑ) نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟ جہاں شاہ۔ حضرت نے فرمایا نہیں بلکہ شہر بانو۔

پھر امام حسینؑ سے فرمایا: اے ابو عبداللہ: تمہارا ایک بیٹا اس کے بطن سے پیدا ہوگا جو اہل زمین میں سب سے بہتر ہوگا چنانچہ علی بن الحسین پیدا ہوئے پس وہ بہترین عرب ہاشمی ہونے کی وجہ سے اور بہترین عجم تھے ایرانی ہونے کی وجہ سے۔ ابوالاسود الدؤلی نے کہا ہے:

(ترجمہ) وہ ایسے لڑکے ہیں جن کا تعلق کسریٰ اور ہاشم دونوں سے ہے۔ جن بچوں کے گلے میں تعویذ ڈالے جاتے ہیں ان میں وہ سب سے بہتر ہیں۔

(الشافی ترجمہ اصول کافی، جلد: سوم، ص: ۵۸۔ تحت ذکر مولد علی بن الحسین علیہما السلام۔ کتاب الحجۃ، باب نمبر: ۱۱۵)

شیخ مفید لکھتے ہیں:

''حسین بن علیؑ کے بعد ان کے بیٹے ابو محمد علی بن الحسینؑ زین العابدین امام ہیں اور آپ کی کنیت ابوالحسن بھی تھی اور آپ کی مادر گرامی جناب شاہ زنان بنت یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ ہیں اور کہا گیا ہے کہ آپ کا نام شہر بانو تھا اور امیر المؤمنینؑ نے حریث بن جابر حنفی کو مشرقی جانب کا والی و حاکم بنایا تو اس نے آپ کی خدمت میں یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ کی دو شہزادیاں بھیجیں، ان میں سے شاہ زنان آپ نے اپنے بیٹے حسینؑ کو بخش دی اور جس سے زین العابدین اور دوسری بہن محمد بن ابوبکر کو بخشی جس سے قاسم بن محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے اور یہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔

امام علی بن الحسینؑ کی ولادت ۳۸ھ میں ہوئی...... آپ کی وفات مدینہ میں ۹۵ھ میں ہوئی اور اس وقت آپ کی عمر ۵۷ سال تھی اور آپ کی امامت ۳۴ سال رہی۔''

(تذکرۃ الاطہار، ترجمہ کتاب الارشاد۔ از سید صفدر حسین نجفی، ص: ۳۲۶)

شمس العلماء علامہ شبلی نعمانیؒ رقم طراز ہیں:

''اس موقع پر حضرت شہر بانو کا قصہ جو غلط طور پر مشہور ہوگیا ہے اس کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ عام طور پر یہ مشہور

ہے کہ جب فارس فتح ہوا تو یزدگرد شہنشاہ فارس کی بیٹیاں گرفتار ہو کر مدینہ میں آئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عام لونڈیوں کی طرح بازار میں ان کے بیچنے کا حکم دیا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ منع کیا کہ خاندانِ شاہی کے ساتھ ایسا سلوک جائز نہیں۔ ان لڑکیوں کی قیمت کا اندازہ کرایا جائے پھر یہ لڑکیاں کسی کے اہتمام اور سپردگی میں دی جائیں اور اس سے ان کی قیمت اعلیٰ سے اعلیٰ شرح پر لی جائے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود ان کو اپنے اہتمام میں لیا اور ایک امام حسینؓ کو، ایک محمد بن ابی بکر کو، ایک عبداللہ بن عمرؓ کو عنایت کی۔

اس غلط قصہ کی حقیقت یہ ہے کہ زمخشری نے جس کو فنِ تاریخ سے کچھ واسطہ نہیں ہے ربیع الابرار میں اس کو لکھا اور ابن خلکان نے امام زین العابدین کے حال میں یہ اس کے حوالہ سے نقل کر دی۔ لیکن یہ محض غلط ہے۔ اوّلاً تو زمخشری کے سوا طبری، ابن الاثیر، یعقوبی، بلاذری، ابن قتیبہ وغیرہ کسی نے اس واقعہ کو نہیں لکھا اور زمخشری کا فنِ تاریخ میں جو پایہ ہے وہ ظاہر ہے۔ اس کے علاوہ تاریخی قرائن اس کے بالکل خلاف ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں یزدگرد اور خاندانِ شاہی پر مسلمانوں کو مطلق قابو نہیں ہوا۔ مدائن کے معرکہ میں یزدگرد مع تمام اہل و عیال کے دارالسلطنت سے نکلا اور حلوان پہنچا۔ جب مسلمان حلوان پر بڑھے تو وہ اصفہان بھاگ گیا اور پھر کرمان وغیرہ میں پھرتا رہا۔ مرو میں پہنچ کر ۳۰ھ میں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہے مارا گیا۔ اس کی آل و اولاد اگر گرفتار ہوئے ہوں گے تو اسی وقت گرفتار ہوئے ہوں گے۔ مجھ کو شبہ ہے کہ زمخشری کو یہ بھی معلوم تھا یا نہیں کہ یزدگرد کا قتل کس عہد میں واقع ہوا۔

اس کے علاوہ جس وقت کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے اس وقت امام حسینؓ کی عمر بارہ برس کی تھی کیونکہ جناب ممدوح ہجرت کے پانچویں سال کے بعد پیدا ہوئے اور فارس ۱۷ھ میں فتح ہوا۔ اس لیے یہ امر بھی کسی قدر مستبعد ہے کہ حضرت علیؓ نے ان کی نابالغی میں ان پر اس قسم کی عنایت کی ہوگی۔

اس کے علاوہ ایک شہنشاہ کی اولاد کی قیمت نہایت گراں قرار پائی ہوگی اور حضرت علیؓ نہایت زاہدانہ اور فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ غرض کہ کسی حیثیت سے اس واقعہ کی صحت پر گمان نہیں ہو سکتا۔''

(الفاروق، حصہ دوم، ص: ۴۵۹۔ ۴۶۱۔ تحت ''حضرت شہر بانو کا قصہ'')

مولانا شاہ معین الدین ندوی لکھتے ہیں:

''بعض پچھلی کتابوں میں حضرت امام حسینؓ کی ازواج میں ایک کا نام یزدگرد شاہِ ایران کی لڑکی شہر بانو کا بھی ملتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت امام زین العابدین ان ہی کے بطن سے تھے لیکن کسی قدیم مأخذ میں اس کا ذکر نہیں ہے اس لیے قابلِ

اعتماد نہیں اور یہ (راویت) ایرانیوں نے سیاسی مقاصد کے لیے گھڑی ہے۔'' (سیر الصحابہ، جلد: ۴، حصہ ششم، ص: ۲۳۳)

ایران کی سلطنت کا چوتھا دور ساسانیوں کا عہد کہلاتا ہے جو نوشیرواں عادل کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نوشیرواں کا پوتا خسرو پرویز تخت نشین تھا۔ اس کے زمانے تک یہ سلطنت بڑی طاقت ور رہی لیکن اس کے مرنے کے بعد مملکت میں سخت تباہی پھیل گئی۔ اس کے بیٹے شیرویہ نے کل آٹھ مہینے حکومت کی اور اپنے تمام بھائیوں کو جو کم وبیش پندرہ تھے، قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اردشیر تخت پر بیٹھا جس کی عمر سات برس تھی۔ ڈیڑھ سال کے بعد ایک افسر نے اسے قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا۔ چند روز بعد درباریوں نے اسے قتل کر کے جُوان شیر کو تخت نشین کیا وہ ایک برس کے بعد مر گیا۔ اب خاندان میں یزدگرد کے سوا (جو اس وقت بچہ تھا) کوئی اولادِ ذکور باقی نہ رہی تو ایک خاتون پوران دخت کو تخت نشین کر دیا گیا لیکن جب اختلاف حد سے بڑھ گیا تو اسے معزول کر کے ۱۳ھ میں ابوحنیفہ دینوری کی روایت کے مطابق ۱۶ سالہ یزدگرد کو تخت پر بٹھا دیا گیا۔ جبکہ بعض روایات کی رو سے اس وقت اس کی عمر اٹھارہ برس یا اکیس برس تھی۔

انساب کے مشہور شیعہ فاضل ابن عنبہ جمال الدین لکھتے ہیں کہ:

''شہر بانو کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ فتح مدائن کے موقع پر گرفتار ہوئی تھی اور عمر بن خطاب نے حسینؓ کو عنایت کی تھی۔'' (عمدۃ المطالب، ص: ۱۹۲۔ الفصل الثانی فی عقب الحسین الشہیدؓ)

مدائن ۱۶ھ میں فتح ہوا۔ یزدجرد مسلمانوں کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنے اہل وعیال اور خزائن کو مدائن سے روانہ کر چکا تھا بلکہ اس کے ساتھ امرائے سلطنت، اس کی کنیزیں اور حرم شاہی اور ایک لشکر بھی تھا۔ تاہم قصر ابیض (شاہی محل) اور دار السلطنت میں مال ودولت کی کمی نہ تھی۔ اسلامی لشکر کے دریا عبور کر لینے کا سن کر یزدجرد بھی مدائن سے چلا گیا۔

مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی لکھتے ہیں:

''ایرانی سلطنت تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی کے عہدِ خلافت میں برباد ہو چکی تھی۔ سلطنت کے بعد سرحدی صوبے یا بعض شہر جو باقی تھے وہ خلافتِ عثمانی میں مسخر ہو گئے تھے لیکن یزدجرد شاہ فارس کی حالت یہ تھی کہ کبھی رے میں ہے، کبھی بلخ میں، کبھی مرو میں ہے تو کبھی اصفہان میں۔ کبھی اصطخر میں ہے تو کبھی جیحون کو عبور کر کے ترکستان میں چلا گیا ہے، کبھی چین میں ہے کبھی پھر فارس کے اضلاع میں آ گیا ہے۔ غرض اس کے ساتھ کئی ہزار ایرانیوں کی جمعیت تھی اور وہ اپنی خاندانی عظمت اور ساسانی اقتدار و بزرگی کی بدولت لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لینے میں کامیاب ہو جاتا اور لوگ بھی اس توقع میں کہ شاید اس کا ستارۂ اقبال پھر طلوع ہو اس کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ یہی سب سے بڑی وجہ تھی کہ ایران کے اکثر صوبوں میں،

ضلعوں اور شہروں میں کئی کئی مرتبہ بغاوت ہوئی اور مسلمان سرداروں نے اس کو بار بار فرو کیا۔

اس مرتبہ یعنی ۳۱ھ میں یزدجرد چین و ترکستان کی طرف سے ایک جمعیت کے ساتھ نواحِ بلخ میں آیا، یہاں اس نے بعض شہروں پر چند روز قبضہ حاصل کیا لیکن اس کے اقبال کی نحوست نے اس کو وہاں سے ناکام فرار ہونے اور مسلمان کی قید میں پڑنے کے بجائے بھاگ کر ایک پن چکی والے کی پناہ میں جانے پر مجبور کیا۔ پن چکی والے نے اس کے قیمتی لباس کے لالچ میں جب وہ سو رہا تھا قتل کر دیا اور لباس و زیور و ہتھیار وغیرہ اتار کر اس کی لاش کو پانی میں ڈال دیا۔

(تاریخ اسلام، حصہ اوّل، ص: ۳۴۸)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یزدگرد مدائن کی فتح سے پہلے ہی وہاں سے بھاگ گیا تھا۔ لہٰذا مدائن یا اس کے بعد کی فتوحات میں یزدگرد کی لڑکیوں کے گرفتار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر یزدگرد کے اہل و عیال میں سے کوئی گرفتار ہوا ہوگا تو اس وقت جب وہ پن چکی میں قتل ہوا ہے لیکن وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ عام قول کے مطابق حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۵ھ میں ہوئی جبکہ مدائن کی فتح ۱۶ھ میں واقع ہوئی اس لحاظ سے اس وقت ان کی عمر گیارہ برس کی تھی۔ یہ بات یقیناً بعید از فہم ہے کہ اتنی چھوٹی عمر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لونڈی عنایت کر دی ہو۔ پھر تعجب بالائے تعجب یہ کہ فتح مدائن ۱۶ھ کے وقت خود یزدگرد کی عمر ۱۹ سال تھی۔ کیا اس عمر کے لڑکے یا باپ کے ہاں تین بیٹیاں اتنی بڑی عمر کی ہو سکتی ہیں کہ وہ حضرت حسینؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور محمد بن ابی بکر کو عطا کر دی گئی ہوں؟

یہ ملحوظ رہے کہ محمد بن ابی بکر کی ولادت حجۃ الوداع کے سال ۱۰ھ میں ذوالحلیفہ کے مقام پر ماہ ذی قعدہ کے اواخر میں ہوئی۔ ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیسؓ تھا۔ فتح مدائن کے وقت محمد بن ابی بکر کی عمر فقط ۶ سال تھی۔

شہر بانو سے متعلق اہل تشیع کی متضاد روایات پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مجوسیوں کی خود تراشیدہ اور وضعی داستان ہے جس کا حقیقت کے ساتھ ذرہ برابر بھی کوئی تعلق نہیں۔ سخت حیرت ہے کہ زعمائے اہل سنت نے کیوں کر ان موضوع روایات پر اعتماد کر لیا؟

قدیم مؤرخ و نسّاب ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ (م۔۲۷۶ھ) حضرت زین العابدین کا سلسلۂ نسب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بعضوں کا بیان ہے کہ ان کی ماں سندھ کی رہنے والی تھیں جن کا نام سلافہ تھا اور بعضوں نے غزالہ کہا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد ان کے آزاد غلام جناب زبید نے حضرت امام زین العابدین کی والدہ محترمہ سے عقد کیا

تھا۔ان سے عبداللہ نامی ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جو علی اصغرؒ کا ماں کی طرف سے سوتیلا بھائی تھا۔

علی بن محمد نے براویت عثمان بن عثمان بیان کیا کہ حضرت علیؒ بن حسینؓ نے اپنی ماں کا نکاح اپنے آزاد غلام سے کرایا اور اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر کے خود اس سے نکاح کر لیا۔اس پر خلیفہ عبدالملک نے ان کو غیرت دلائی تو انہوں نے اس کے پاس لکھ بھیجا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی تابعداری کرنی چاہیے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حیی کو آزاد کر کے نکاح کر لیا تھا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آزاد کر کے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحشؓ سے نکاح کر دیا تھا۔''

(تاریخ الانساب اردو ترجمہ، کتاب المعارف از مولانا سلام اللہ صدیقی، ص:۲۲۰)

حضرت زین العابدین کی والدہ کا نام ''سلافہ'' تھا۔بعض حضرات کے نزدیک یہ افریقہ سے گرفتار ہو کر آئی تھیں۔ اس لیے انہیں کوئی بربری اور کوئی سوڈانی قرار دیتا ہے۔

ابن حزم نے اپنی کتاب جمہرۃ الانساب میں ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں افریقہ پر حملہ کیا تو یہ سوڈان سے گرفتار ہو کر آئیں لیکن نسلاً یہ سندھی تھیں۔

تاریخ میں حضرت زین العابدین کی والدہ کے تین نام پائے جاتے ہیں۔

۱۔شاہ جہاں ۲۔شاہ زماں ۳۔سلامہ

صاحب اصولِ کافی جناب کلینی نے بھی ''سلامہ'' ہی ذکر کیا ہے جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تبدیل کر کے ''شاہ بانو'' تجویز کیا تھا۔

ممکن ہے کہ سبائیوں نے سندھ کی رہائشی ''سلافہ'' کو ''سلامہ'' میں تبدیل کر دیا ہو اور اسے بقول شاہ معین الدین ندوی سیاسی مقاصد حاصل کرنے کی خاطر یزدجرد کی طرف منسوب کر دیا ہو اور یہ کچھ بعید بھی نہیں ہے۔

بہرحال نقیبِ ختمِ نبوّت کے فاضل مضمون نگار جناب مفتی ابوالخیر عارف محمود استاذ و رفیق شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ فاروقیہ کراچی کی اس تحقیق کے ساتھ اتفاق نہیں کیا جاسکتا کہ سلامہ یا سلافہ شاہ فارس یزدجرد کی بیٹی تھی جسے دورِ فاروقی میں فتح مدائن (ایران) کے موقع پر لونڈی بنا لیا گیا تھا۔

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی ☆

تحفظ ختمِ نبوّت اور ہماری ذمہ داریاں

ایشیا کی عظیم دینی درسگاہ دالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی نے ۲۹۔۳۰ رنومبر اور یکم دسمبر ۲۰۱۳ء کو جنوبی افریقہ کے شہر کیپ ٹاؤن میں انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ اور مسلم جوڈیشل کونسل جنوبی افریقہ کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والی سہ روزہ عالمی ختمِ نبوّت کانفرنس میں درج ذیل خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا۔

تحریک تحفظ ختمِ نبوّت سے وابستہ پاکیزہ نفوس اور مقدس ہستیوں کی روشن اور مقبول عنداللہ خدمات کا ایک ایک عنوان، اب ضخیم ضخیم کتابی شکل وصورت اختیار کر کے مقبول خاص وعام ہو چکا ہے۔ ہمارے اکابر رحمہم اللہ نے اس موضوع پر جو قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں اور ان کی صرف فہرست تیار کی جائے تو وہ بھی ایک ضخیم کتاب بنے گی۔

ناچیز نے دار العلوم دیوبند کے شعبۂ تحفظ ختمِ نبوّت میں ایک کتاب دیکھی جس کا نام ''مجاہدین تحفظ ختمِ نبوّت کی قلمی سرگزشت'' ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ صرف ایک زاویے پر فہرست کتب ہے جس کی تفصیل اور شرح دیکھی جائے تو احتساب قادیانیت کے نام سے ۵۴ جلدوں پر مشتمل کتابوں کا ایک وقیع دفتر ماشاء اللہ اب تک منظر عام پر آچکا ہے اور یہ بھی ابھی ناقص اورادھورا ہے۔ پورا ہونے پر اس کی کتنی جلدیں ہوں گی قبل از وقت ابھی کچھ کہنا مشکل ہے۔ اسی طرح ایک مختصر سا عنوان ہے ''قادیانیت ہماری نظر میں'' اس مختصر عنوان کے تحت، قادیانیت علماء ربانی کی نظر میں، قادیانیت وکلاء کی نظر میں عدلیہ و ارباب اقتدار کی نظر میں، دانشوروں، سیاست دانوں کی نظر میں، وغیرہ وغیرہ چند زاویہ فکر ونظر پر صرف تأثراتی انداز میں جو مطبوعہ مواد ہے تو وہ بھی تقریباً ساڑھے سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس طرح صرف اس خاص موضوع پر فقہ وفتاویٰ کی کئی کئی ضخیم جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں، جس سے صرف برصغیر کے ہی نہیں بلکہ عرب وعجم کے تمام ہی علماء اور ہر مکتب فکر کے لوگ فیضیاب ہو رہے ہیں۔ تحفۂ قادیانیت کا سیٹ ضخیم جلدوں میں ہم سبھی کی نظروں سے گزرا ہوگا، قادیانی فتنہ سے متعلق جدید و قدیم پیش آمدہ مسائل پر ماشاء اللہ بھرپور معلوماتی ذخیرہ ہے۔ دنیا بھر کی مختلف عدالتی کارروائیوں پر مشتمل بیش بہا مواد کا بھی ایک معقول ذخیرہ ہے جس سے مسلم اور غیر مسلم تمام وکلاء بلا لحاظ مذہب وملت حسب ضرورت فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

میرا مقصد اس نشست میں ان خدمات کی تفصیل شمار کرانا نہیں وہ تو میری معلومات سے بھی زیادہ ہیں۔ مقصد اپنی عاجزی کا اظہار ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جس تحریک کی خدمات کا حال یہ ہو تو اس کے کس کس گوشے اور زاویے کو بحث

☆ مہتمم دار العلوم دیوبند، انڈیا

کا موضوع بنایا جائے اور بالخصوص مختصر وقت میں کس پہلو پر روشنی ڈالی جائے اور کس پہلو سے صرفِ نظر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر کی قبروں کو نور سے بھر دے کہ انہوں نے ماشاءاللہ اس موضوع پر کسی گوشے کو تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔ اگر ہم اس دور میں ان کی متروکہ امانت کی حفاظت کر جائیں تو یہی ان شاءاللہ ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے گا۔ **اللّٰھُمّ و وفقنا لما تحت و ترضی واجعل آخر لنا خیراً من الاولٰی.**

حاضرین مجلس! برصغیر کی تاریخ میں تحریک تحفظِ ختم نبوّت کو چار ادوار پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ آپ غور کریں گے تو معلوم ہو گا کہ ہر دور اپنے اندر معمولی یا غیر معمولی تبدیلیوں کے ساتھ ایک مستقل تاریخ رکھتا ہے جو ایک دوسرے سے خود کو ممتاز کرتا ہے۔

(۱)　پہلا دور ۱۸۸۰ء سے لے کر مرزا کے مرنے یعنی ۱۹۰۸ء تک ہے۔

(۲)　دوسرا دور مرزائیت میں جانشینی اور گدی نشینی کے آغاز سے آزادی ہندو تقسیم ہندو پاک تک ہے۔

(۳)　تیسرا دور تقسیم کے بعد سے ۱۹۷۴ء میں بین الاقوامی سطح پر مکّہ مکرمہ میں اور اس کے کچھ ہی دنوں کے بعد پارلیمانی سطح پر پاکستان میں قادیانیوں کو کافر تسلیم کیے جانے تک ہے۔

(۴)　چوتھا دور وہ ہے جو ۱۹۷۴ء کے بعد سے اب ۲۰۱۳ء تک کا ہے جس سے ہم اور آپ گزر رہے ہیں۔

مرزائیت کے جنم دن سے ہی تحفظِ ختم نبوّت کی تاریخ جڑی ہوئی ہے اور اس وقت دونوں اپنی عمر کے ۱۳۳ ویں منزل میں ہیں۔ بلکہ تاریخ سے بھی بھی ثابت ہے کہ ہمارے بعض بزرگوں نے اپنی فراست ایمانی سے فتنہ کی پیدائش سے پہلے ہی فتنہ کو بھانپ لیا تھا اور اس کی خطرناکی سے مسلمانوں کو باخبر کر دیا تھا۔

تحریک تحفظِ ختم نبوّت کا پہلا دور:

پہلے دور میں قادیانیت کا میدانِ کارزار صرف زبان اور کاغذ وقلم رہا ہے۔ چنانچہ انفرادی طور پر اس دور کے علماء حضرت مولانا محمد لدھیانوی، پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا انوار اللہ فاروقی بالخصوص مولانا محمد علی مونگیری اور دار العلوم دیو بند کے ناظمِ تعلیمات حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے اکابرِ علماء کی ایک طویل فہرست ہے۔ جنہوں نے کاغذ وقلم اور زبان کے ہی میدن میں اس کے بطلان کو واضح کیا اور ہر محاذ پر انہیں شکست فاش دی۔

تحریک تحفظِ ختم نبوّت کا دوسرا دور:

دار العلوم دیو بند کے صدر المدرسین اور شیخ الحدیث حضرت علامّہ انور شاہ کشمیریؒ نے اس تحریک کو علمی استدلال

کے ساتھ ساتھ جب اہل علم سے جوڑا تو فتنے پر زبردست قدغن لگا۔یہیں سے تحریک تحفظ ختم نبوّت کا دوسرا دور مانا جاتا ہے جس میں کاغذ وقلم کے ساتھ دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی صاحب، حضرت مولانا عبدالسمیع انصاری صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب امروہوی، رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی، مدرسہ عربیہ اسلامیہ انبالہ کے صدرالمدرسین حضرت مولانا محمد سلیم صاحب دیوبندی، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا ابوالوفاء شاہ جہان پوری، مولانا علامہ نور محمد ٹانڈوی، خطیب العصر حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری، قادیان میں دفتر تحفظ ختم نبوّت کے انچارج مولانا عنایت اللہ چشتی وغیرھم جیسے اہلِ علم کا ایک قد آور طبقہ مستقل طور پر تحریک تحفظ ختم نبوّت سے وابستہ دکھائی دیتا ہے اور تحریک سے متعلق مختلف النوع خدمات میں اجتماعیت بھی دکھائی دیتی ہے۔تحریک سے اہل علم کے وابستہ ہونے کی یہ نوعیت ہمیں پہلے دور سے کچھ مختلف دکھائی دتی ہے اور دوسرے دور میں پہلے دور کی بہ نسبت کام مستحکم اور پھیلتا ہوا نظر آتا ہے۔

تحریک تحفظ ختم نبوّت کا تیسرا دور:

تحریک تحفظ ختم نبوّت کا تیسرا دور ہندوستان کی آزادی اور تقسیم کے بعد شروع ہوتا ہے۔اہلِ علم کا یہی وہ مقدس گروہ ہے جو اس دور میں بھی زبان وقلم کے میدان میں ہمہ جہت سرگرم علم رہا ہے۔تحفظ ختم نبوّت کے استاذ الاساتذہ، فاتحِ قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے قادیان سے واپس پاکستان جا کر فارغ التحصیل طلبہ کے لیے ''مدرسہ تحفظ ختم نبوّت'' قائم فرمایا تھا وہ بھی اسی گروہ کے فرد کامل اور مردم ساز بزرگ تھے۔

حضرت علامہ کشمیریؒ کے تلامذہ، حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، حضرت مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا شاہ رائے پوری کے مسترشدین ومتلقین حضرت مولانا لال حسین اختر، حضرت مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا سید انور نفیس الحسینی، حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب، حضرت مولانا محمد حیات صاحب کے خصوصی شاگرد اور رجال سازی کے فن میں یکتائے روزگار حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی وغیرھم (رحمہم اللہ اجمعین) اور ان جیسے اور بھی بہت سے علماء جن کا نام نوک زباں پر نہیں آ رہا (اللہ تعالیٰ اُن حضرات کی خدمات کا صلہ دے آمین) کی علمی واستدلالی مخلصانہ محنتوں کا ہی ثمرہ ہے کہ قادیانی فتنہ کو رابطۂ عالم اسلامی نے مکّہ مکرمہ میں ربیع الاوّل ۱۳۹۴ھ مطابق اپریل ۱۹۷۴ء کی بین الاقوامی عظیم الشان کانفرنس میں بین الاقوامی سطح پر بھی اور اسی سال قادیانیت کے مرکز ثانی پاکستان میں پارلیمانی سطح پر بھی شکست وریخت سے دوچار ہونا پڑا اور یہ مانا جاتا ہے کہ بجا طور پر اُن اکابر نے اپنے دور کے تقاضوں کے لحاظ سے تحریک ختم نبوّت کا حق ادا کر دیا۔ فجزاھم اللہ خیرا.

تحریک تحفظِ ختمِ نبوّت کا چوتھا دور:

اس کے بعد چوتھے دور میں جس میں ہم اور آپ ہیں قادیانی فتنہ نے پہلے سے زیادہ خطرناک چولا بدلا ہے۔ مذہبی، پارلیمانی اور عدالتی سطح پر غیر مسلم قرار دیے جانے کے باوجود قادیانیوں نے اسلام اور مسلمانوں کے نام پر اپنی توسیع واشاعت کے لیے جو جدید جائز و ناجائز طریقۂ کار وضع کیے ہیں الحمد للہ اس کے تعاقب میں ہم اب بھی پیچھے نہیں ہیں۔ ہمارے نوجوان اس میدان میں بھی بے سروسامانی کے عالم میں ہی سہی انہیں ہر طرح لاجواب کررہے ہیں۔ قادیانیوں کا بھروسہ اپنے مادی وسائل و اسباب پر ہے جبکہ اس کے مقابلے میں ہمارے جوانوں کا بھروسہ حالصتاً اپنے خدا پر ہے۔ شیطان کی سو برس کی محنت پر پانی پھیرنے کے لیے عبدرحمٰن کا ایک قطرہ آنسو کافی ہوجایا کرتا ہے۔ فللہ الحمد والشکر

اس چوتھے دور میں بھی ہمہ جہت شکست و ریخت سے دوچار ہونے کے بعد مادیت کی چمک اور باطل قوتوں کے سہارے قادیانیوں نے ایک سے بڑھ کر ایک کئی خطرناک اقدامات کیے ہیں۔ جن کی حیثیت مذبوحی حرکات سے زیاد نہیں ہوسکتی۔ اُن میں سے نمونے کے طور ایک ایک اقدام یہ بھی ہے کہ مختلف ممالک میں سرکاری نصاب کی کتابوں میں پوری قوت کے ساتھ قادیانیت داخل کی جارہی ہے، اعلیٰ سطحی امتحانات میں قادیانیت کے تعلق سے سوالات داخل کتاب کیے جانے لگے ہیں۔ اسی طرح لسانیات کی صورت میں بھی یہ فتنہ اپنے ہاتھ پاؤں پھیلانے میں مصروف ہے۔ ہندوستان اور دیگر ممالک کی علاقائی زبانوں میں اپنے افراد پیدا کرکے مسلمانوں اور مقامی باشندوں کو گمراہ کرنے کی سازشیں رچی جا رہی ہیں۔

کل ہند مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت دارالعلوم دیوبند:

تقسیم ہند کے بعد قادیانیوں نے اس جذبہ کے تحت اپنی سرگرمیاں پاکستان منتقل کرلیں کہ اس نومولود ملک میں چونکہ پہلے ہی دن سے اہم اور کلیدی عہدوں پر قادیانی قابض ہیں، لہٰذا ایک نہ ایک دن وہ اس ملک کے سیاہ وسفید کے مالک بن جائیں گے۔ سب سے زیادہ خطرناک بات یہ تھی پاکستانی فوج کے اعلیٰ عہدہ داروں میں ایک دو کے علاوہ باقی سب قادیانی تھے اور ملک کا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان متعصب قادیانی تھا۔ حکومتی دفاتر میں کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کا تسلط تھا اور حکومت کی پالیسیوں میں ان کا پورا عمل دخل تھا۔

ایسے نازک حالات میں اس بات کا شدید خطرہ ہو چلا تھا کہ اسلام کے نام پر وجود میں آنے والا ملک قادیانی اسٹیٹ بن جائے۔ الحمد للہ بروقت علمائے دیوبند نے قادیانیت کے خلاف ایک محاذ کھڑا کردیا۔ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر

انہوں نے اس بے جگری سے مردانہ وار تمام مخالف حالات کا مقابلہ کیا کہ دن کی روشنی میں قادیانیوں کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔ چنانچہ پاکستان میں قدم قدم پر ناکامی اور مایوسی کے بعد قادیانیوں نے ایک بار پھر ہندوستان کا رخ کیا تو دارالعلوم دیوبند کے ارباب حل وعقد نے اکتوبر ۱۹۸۶ء میں ملکی سطح پر کل ہند مجلس تحفظ ختمِ نبوت کی بنیاد ڈالی۔ اس ارتدادی فتنہ کے دوبارہ سر اٹھانے کو بروقت بھانپ کر ملک گیر پیمانے پر علمائے مدارس عربیہ، ذمہ داران مساجد، اور دانش وران ملک کو بیدار کیا جس سے قادیانیوں کے ناپاک عزائم خاک میں مل گئے۔

اس موقع سے بڑی ناسپاسی ہوگی اگر حضرت امیر الہند مولانا سید اسعد مدنی نور اللہ مرقدہٗ رکن مجلس شوریٰ دار العلوم دیوبند کا نام نہ لیا جائے کہ حضرت موصوف نے اپنی فراست ایمانی سے فتنہ کی ہلاکت خیزیوں کو بھانپ کر پورے ملک میں کل ہند مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کی شاخوں کا جال بچھا دیا، حضرت مولانا سید محمد اسماعیل کٹکی نوّر اللہ مرقدہٗ رکن مجلس شوریٰ دار العلوم دیوبند کو رجال کار کی تیاری کے لیے میدان میں اتارا، ضرورت محسوس ہوئی تو انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ کے بانی حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ جیسے ماہرفن اساتذہ کو دارالعلوم دیوبند میں دعوت دے کر تحفظ ختمِ نبوّت کی خدمات میں روح پھونک دی۔ شہید ختمِ نبوّت حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی، عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت، مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور دیگر تنظیموں کے ذمہ داران سے رابطہ کے نتیجہ میں بروقت ملک میں ردقادیانیت کے موضوع پر لٹریچر اور کتابوں کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔

آج اللہ کا شکر ہے کہ زمینی سطح پر ملک کے گوشے گوشے میں ایک قادیانی کے پیچھے دس مسلمان ملے گا۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے سے زیادہ فتنہ سامانی اور یہود ونصاریٰ کی حمایت واعانت کے باوجود قادیانی اپنے گھروندے میں گھسے دھول چاٹ رہے ہیں۔ کل ہند مجلس تحفظ ختمِ نبوّت اور اس کی شاخوں کی جانب سے ہر سال چھوٹے بڑے تربیتی کیمپ ملک کے مختلف علاقوں میں منعقد کیے جاتے ہیں، اجلاسہائے عام اور دنش وران ملک کو جوڑ کر میٹنگوں کا بھی مسلسل سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اردو، ہندی اور مقامی زبانوں دارالعلوم دیوبند کا طرۂ امتیاز رہا ہے افراد سازی اور رجال کار کی فراہمی۔ الحمد للہ دارالعلوم دیوبند کے مقصد تاسیس اور حضرات اکابر کے طرزِ عمل کے مطابق آج بھی کل ہند مجلس اس میدان سرگرم عمل ہے۔ اسی مقصد سے باضابطہ شعبۂ تحفظ ختمِ نبوّت کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں ہر سال پانچ طلبہ سالانہ نصاب کی تکمیل کے لیے منتخب ہوتے ہیں جبکہ اس کے سہ ماہی کورس سے دارالعلوم میں تین ماہ مقیم رہ کر دیگر مدارس کے وہ اساتذہ فائدہ اٹھاتے ہیں جن کے پاس وقت کی قلت ہوتی ہے ایسے اساتذہ کی تعداد بھی ہر سال اوسطاً پانچ سے دس تک ہو جاتی ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے ساتھ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور اور حیدرآباد وغیرہ میں بھی مستقل طور پر تحفظ ختمِ نبوّت کا شعبہ قائم ہے جس میں

دیگر تکمیلات کی طرح اس شعبے میں باضابطہ داخلہ لیا جاتا اور تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا جاتا ہے۔

اسی طرح رجال کار کی تیاری کے باب میں دارالعلوم دیوبند کی چہار دیواری سے باہر مدارس عربیہ اور سکولوں و کالجوں کے طلبہ پر مشتمل جو سہ روزہ یا پانچ روزہ تربیتی کیمپ منعقد کیے جاتے ہیں وہ اپنی جگہ، اب خود دارالعلوم کی چہار دیواری میں ہر سال ماہ شعبان میں پانچ روزہ تربیتی کیمپ منعقد کیا جاتا ہے جس کی پندرہ نشستیں ہوتی ہیں اور اس کے تمام تر مصارف مجلس شوریٰ کی ہدایت کے مطابق دارالعلوم برداشت کرتا ہے۔ اس کیمپ میں ملک کے مختلف صوبوں کے صرف فضلاءِ مدارس عربیہ، میدان میں کام کرنے والا افراد، صحافی اور کالج وغیرہ کے منتخب طلباء شریک ہوتے ہیں۔ جس سے ہر زبان اور ہر موضوع کے افراد تیار ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی پچیس سالہ مختصر سی روداد جو ابھی شائع ہوئی ہے وہ ۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

قادیانی، مسلمانوں کے نام پر اور مسلمانوں کی شکل و صورت میں حج کے لیے بھی جاتے ہیں اور ادھر کچھ دنوں سے قادیانیوں نے مرکز اسلام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی اپنی ناپاک ریشہ دوانیاں شروع کر دی ہیں۔ کل ہند مجلس تحفظ ختمِ نبوّت دارالعلوم دیوبند اپنی بساط کے مطابق اس میدان میں بھی سرگرم عمل ہے، صوبائی حج کمیٹیوں سے لے کر مرکزی حج کمیٹی کے ذمہ داران سے قادیانیوں کو سفر بیت اللہ سے روکنے کے لیے رابطہ جاری ہے۔ اور سرزمین حجاز میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے حکام کو بھی باخبر کیا جاتا رہا ہے۔ اللہ نے چاہا تو اس میدان میں بھی قادیانیوں کا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔ الحمد للہ عالمی سطح پر کام کرنے والی تنظیمیں اس میدان میں بھی قادیانیوں کا بھرپور تعاقب کر رہی ہیں (جیسا کہ ہمارے سے پیشرو مقررین اور مقالہ نگاروں نے اس کی تفصیلات پیش کی ہیں)

خلاصۂ کلام:

اہل علم اور موضوع کے تعلق سے عالمی سطح کے ذمہ داران کا مجمع یہاں جمع ہے اس مناسبت سے اگر یہ عرض کرتا چلوں تو میں سمجھتا ہوں کہ بے جا نہ ہوگا کہ حالات حاضرہ کے تناظر میں تحریک تحفظ ختمِ نبوّت کو تعلیم سے کماحقہٗ جوڑنے بھی بھی ضرورت ہے۔

تحریک تحفظ ختمِ نبوت کو اب رائج نصابی تعلیم سے جوڑا جائے، مدارس میں رائج نصاب کا جزو بنایا جائے اور اس کے لیے امکانی طریقۂ کار پر غور کیا جائے۔ اگر کوئی ممکن شکل نکل سکتی ہے تو اس کو عملی مشق میں لایا جائے۔ اگر فی الفور رائج نصاب کا جزو بنانا مشکل نظر آتا ہے تو ایک دوسری شکل یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس کا مستقل نصاب وضع کیا جائے۔ علاقائی وہ بڑے مدارس جو اس کے متحمل ہوں اُن کو تو اس نصاب کو اپنانے میں تو کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے۔ یہ نصاب اپنے اندر کسی

صلاحیت رکھنے والا بھی وضع ہوسکتا ہے جو ہر زاویے سے فتنے کا توڑ پیدا کر سکے۔ ورنہ کم از کم اگر کمزور درجے کا بھی مستقل نصاب وجود میں آیا تو وہ آئندہ آہستہ آہستہ دیگر تقاضوں کی تکمیل کے راستے خود بخود دکھولے گا۔

نصاب کے وجود میں آنے سے جہاں افراد سازی اور رجال کار کی تیاری میں مدد ملے گی، تحریک کی آبیاری کے بھی مناسب اسباب پیدا ہوں گے اور اس کے اندر تحریک کی خود کفالتی کی قوت بھی پیدا ہو گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس شعبے کو علمی دھارے سے جوڑ کر اس دورِ حاضر کے تقاضوں کی تکمیل کی وہ صلاحیت پید کر دی جائے جس سے مقصد کو دوام حاصل ہو، حالات کے بدلتے دھاروں میں بھی اُمید افزا نتائج نکلتے رہیں۔

دوسری ضرورت یہ بھی محسوس ہوتی ہے کہ پورے عالم میں فتنۂ قادیانیت کا مقابلہ کرنے والی تنظیمیں، جماعتیں اور ادارے ایک دوسرے کی سرگرمیوں سے واقف ہوں، موضوع کے تعلق سے اپنی معلومات کا تبادلہ کریں اور ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں۔ بلاشبہ عالمی اور علاقائی سطح پر فتنۂ قادیانیت کے خلاف جو خدمات انجام دی جا رہی ہیں وہ قابلِ قدر اور نفع بخش ہیں اور اس کا فائدہ ملتِ اسلامیہ کو ہو رہا ہے لیکن ان سب کے اتحاد سے ملتِ اسلامیہ کو جو فائدہ پہنچ سکتا ہے ابھی اس میں کمی ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے والوں کا حشر!

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کل قیامت کے دن تمام انسانوں کو میدانِ حشر میں جمع کیا جائے گا۔ پھر اُن میں سے چُن چُن کر اُن لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا، جو میرے صحابہ پر بہتان تراشتے ہیں اور اپنے دلوں میں اُن کے خلاف بغض رکھتے ہیں۔ پھر ان سب کو جہنم کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔'' (کنز العمال)

پروفیسر محمد رفیق اذفر

سرورِ عالم ﷺ

جمالِ سیدِ کونین تنویرِ حقیقت ہے
کہ فیضِ نورِ وحدت مطلعِ مہرِ رسالت ہے

وہ ممدوحِ صَمَد ہے مظہرِ آئینِ ربّانی
قسیمِ کوثر و بحرِ عطاء و ابرِ رحمت ہے

بقدرِ الفِ الفِ مَرّۃ جائے دورد اُن پر
اُسی اک محسنِ اعظم کی انساں پر عنایت ہے

محیطِ عالمِ امکاں، نگینِ خاتمِ دوراں
مُصدّق سورۂ یٰسین میں اُن کی سیادت ہے

فرازِ ذروۂ عالَم سے اُتری ہے مہک گویا
شمیمِ جنّتُ الماٗویٰ محمد ﷺ کی شریعت ہے

یمینِ عرشِ اعظم سجدۂ پُرسوز کے صدقے
مقدّر نوعِ انساں کو تری کُبریٰ شفاعت ہے

کسی کی مَقدرَت کیا تھی ہدایت یاب ہو جائے
یہ دنیا جس سے روشن ہے تری شمعِ ہدایت ہے

جنہیں ایمان کی کِبریتِ احمر مل گئی، سمجھو
ودیعت حضرتِ حق سے انھیں شرفِ سعادت ہے

تُرابِ نور میں چل کر جو فرشِ عرش سے اُترے
اُنہی قدموں کی مِٹّی غازۂ روئے ولایت ہے

چمن زارِ شریعت سے سنن کی ڈالیاں لے لو
گُل اندوزی یہی اے دل! بہائے دارِ جنّت ہے

کُلاہِ سروری زیبا تجھے اے سرورِ عالم
ریاضِ منتہائے سدرہ میں تیری ضیافت ہے

ہوا سیراب اذفر التفاتِ چشمِ ساقی سے
یہ خود رائی نہیں واللہ، فقط تحدیثِ نعمت ہے

پروفیسر خالد شبیر احمد

منقبت امیر المؤمنین، خلیفہ راشد

سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

ہے کتنی شان و عظمتِ فاروقؓ دل پذیر
اقرب رسولِ پاک کے صدیقؓ کے وزیر

ہر طرح عہد جن کا ہاں پُرسکوں رہا
جن کے حضور کفر سدا سر نگوں رہا

بے مثل اُن کا عہد تھا آن و شان میں
شہرت ہے جن کے نام کی سارے جہان میں

ریشم کی طرح نرم تھے اپنوں کے واسطے
شعلہ تھے برق و رعد تھے غیروں کے واسطے

کہتے ہیں اب تو غیر بھی یہ بات برملا
لائیں کہاں سے ڈھونڈ کے فاروقؓ دوسرا

تہذیبِ دینِ حق کے یہ فرزندِ ارجمند
ہر زاویے سے نامِ نبی کر گئے بلند

کیا رتبۂ بلند ملا ہے حضور ﷺ سے
روشن جہاں انھی کے ہے ایماں کے نور سے

دینِ مبیں کی شان کے تھے پاسبان وہ
تھے غیرتِ رسول کے بھی ترجمان وہ

زندہ ہے اُن کا نام زمانہ کوئی بھی ہو
عنوانِ عشق وہ ہیں فسانہ کوئی بھی ہو

چمکتا رہے گا نام سدا اُن کا آفتاب
روشن ہے جن کی زیست کا اب بھی ہر ایک باب

اس میں ہو کیا کلام مرادِ رسول تھے
منصف مزاج، متقی اور بااصول تھے

ہر وصف بے مثال تو کردار خوب تر
احساسِ ذمہ داری سے سرشار سر بہ سر

دروازہ نفرتوں کا ہے بند آپ نے کیا
پرچم محبتوں کا بلند آپ نے کیا

اُن کے مشیرِ خاص تھے عثمانؓ اور علیؓ
سُنتے ہی جن کے نام کھلے دل کی ہر کلی

دنیا پہ حکمرانی کا دستور دے گئے
اُمّت کو سرفرازی کا منشور دے گئے

سچی سیاستوں کا وہ عنوان بن گئے
ہر باضمیر شخص کا ایمان بن گئے

خاؔلد کی کیا مجال، کرے اُن کی شاں بیاں
قرآں ہے جن کے رتبۂ عالی کا ترجماں

محمد یوسف طاہر قریشی

منقبت سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہما

صدق و صفا کے پیکر مروانؓ بن حکمؓ تھے
جود و سخا کے خوگر، مروانؓ بن حکم تھے

وہ خود بھی تھے صحابی والد بھی تھے صحابی
سب تابعیں سے بہتر مروانؓ بن حکمؓ تھے

داماد اور کاتبِ عثمانؓ ذی حشم کے
اک صاحبِ تدبر مروانؓ بن حکمؓ تھے (۱)

دو، دخترانِ حیدرؓ ان کی بہو بنی تھیں
اتنے محبِّ حیدرؓ مروانؓ بن حکمؓ تھے (۲)

حسنینؓ سے محبت اور زینؓ سے محبت
کرتے جو سب سے بڑھ کر مروانؓ بن حکمؓ تھے (۳)

حسنینؓ اقتدا میں ان کی نمازیں پڑھتے
کتنے ہی خوش مقدّر ، مروانؓ بن حکمؓ تھے (۴)

مشہور تھے محدّث اور اک فقیہِ اکبر
سنت کے ایک پیکر مروانؓ بن حکمؓ تھے (۵)

مکتوب خود لکھا تھا مصری فسادیوں نے
الزام آیا جن پر ، مروانؓ بن حکمؓ تھے

کذّاب راویوں نے بہتان ان پہ باندھے
منصف اور عدل گستر مروانؓ بن حکمؓ تھے

ان پر خدا تھا راضی ، قرآن دے گواہی
تقویٰ کے ماہِ انور ، مروانؓ بن حکمؓ تھے

سب دشمنان مروانؓ جھوٹی حدیثیں گھڑتے
طاہر عظیم رہبر مروانؓ بن حکمؓ تھے

۱۔سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہما حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی اور داماد تھے،ان کی صاحبزادی سیدہ اُمّ ابان رضی اللہ عنہا حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے حبالۂ عقد میں تھیں(نسب قریش،ص:۱۱۲)۲۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی صاحبزادی سیدہ رَملہ رضی اللہ عنہا سیدنا مروان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے معاویہ کے نکاح میں تھیں(جمہرۃ النساب العرب،ص:۸۷)سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ایک اور صاحبزادی امیر المؤمنین عبدالملک بن مروانؓ کے نکاح میں تھیں(البدایہ والنہایہ،جلد:۹،ص:۶۹)۳۔سیدنا زین العابدین رحمہ اللہ اکثر حضرت مروان رضی اللہ عنہ سے قرض لیتے تھے،سیدنا مروان رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں اپنے بیٹے عبدالملک کو وصیت فرمائی کہ سیدنا زین العابدینؒ کو جو قرض دیا ہوا ہے وہ بالکل واپس نہ لیا جائے۔(البدایہ والنہایہ،جلد:۸،ص:۲۵۸)۴۔تاریخ صغیر للبخاری،ص:۵۷۔البدایہ والنہایہ،جلد:۸،ص:۲۵۸)۵۔آپ سے سعید بن المسیبؒ،حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ،عبدالملک بن مروان رضی اللہ عنہما،سیدنا زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہ نے روایت حدیث کی ہے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کو **القاری لکتاب اللّٰہ، الفقیہ فی دین اللّٰہ، الشدید فی حدود اللّٰہ** سمجھتے تھے۔(البدایہ،جلد:۸،ص:۲۵۱)علامہ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے حضرت مروان رضی اللہ عنہ کو فقہا میں شمار کیا ہے۔(منہاج السنۃ،جلد:۳،ص:۱۸۹۔الاصابہ،جلد:۳،ص:۴۵۵)علامہ کمال الدین الدمیریؒ نے حیاۃ الحیوان جلد:۱،ص:۲۱۱ میں لکھا ہے کہ سیدنا مروان رضی اللہ عنہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بچپن میں پہنچ گئے تھے،انہیں کئی بار مدینہ کی نیابت کا شرف حاصل ہوا۔سیدنا مروان رضی اللہ عنہ صغار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں اور صحابہ کے اس زمرہ میں شامل ہیں جن میں سیدنا عبداللہ بن زبیر،سیدنا حسن،سیدنا حسین،سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم ہیں،چنانچہ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ وہ صحابی **عند طائفۃ کثیرۃ لانہ ولد فی حیاۃ النبی** ﷺ.(البدایہ والنہایہ،جلد:۸،ص:۲۵۷)

پروفیسر خالد شبیر احمد   قسط:۳۲

ورق ورق زندگی

ہر ایک قدم تھا کوہِ گراں جب ہم نے سفر آغاز کیا

پچھلی قسط میں جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوا کہ انہوں نے جماعت کی تنظیمِ نَو کا کام شروع کر دیا۔ مختلف شہروں میں مجلس احرارِ اسلام کے دفاتر کا افتتاح کیا۔ اور پھر سے سرخ پرچم لہرانے لگے۔ پنجاب کے اہم شہروں میں احرار کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ جس میں اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ ہر طاغوتی طاقت کے سامنے احرار پھر سے سینہ سپر ہو گئے ہیں۔ احرار کا پیغام اور منشور لوگوں کے سامنے پھر سے پیش کیا گیا۔ حکومت الٰہیہ زندہ باد کے نعروں سے ملک کی فضا پھر سے گونجنے لگی۔ اور راولپنڈی، لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، چنیوٹ، ملتان میں بڑی مثالی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا سید ابوذر بخاریؒ کے علاوہ مولانا عبید اللہ احرار، مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ، مولانا سید عطاء المؤمن بخاری، مولانا سید عطاء المہیمن بخاری، چودھری ثناء اللہ بھٹہؒ، ان کانفرنسوں میں جماعت احرار کے پیغام بر تھے۔ ایک لمبے عرصے تک کانفرنسوں کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ علاوہ ازیں مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت کا دستور ترتیب دیا، مجلس احرار کی دستوری تاریخ کو اس دستور کا حصہ بنایا اور پھر جماعت کا منشور لکھ کر کتابی شکل میں لوگوں تک پہنچایا۔ احرار کا منشور ایک سیاسی دستاویز ہے، جسے پڑھ کر حضرت مولانا سید ابوذر بخاری کی دینی علوم پر دسترس کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ انھوں نے مجلس احرار کے لٹریچر کی اشاعت کا کام بھی شروع کیا۔ تاریخ احرار (مصنفہ، چودھری افضل حق ؒ) کو دوبارہ شائع کیا مقدماتِ امیر شریعت اور کئی کتابچے شائع کیے گئے۔ غرضیکہ ایک نیا جوش، نیا ولولہ دیکھنے میں آیا۔ بڑے بڑے شہروں میں مجلس احرار کے دفاتر کھل جانے سے جماعت کو چند ہی ماہ میں بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ میں نے ان کانفرنسوں میں شرکت کر کے یہ محسوس کیا کہ لوگ مجلس احرار اسلام کے اس جبری تعطل (حکومتی پابندی) کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور احرار کے حریت پسند اور دینی افکار سے لبریز نغموں کو سننے کے لیے بے تاب تھے۔ لوگوں کا ہجوم جب کانفرنسوں میں مجلس احرار زندہ باد کے نعرے لگاتا تو اُن کے چہروں پر مسرت وانبساط مجھے رقص کرتی محسوس ہوتی تھی۔ کانفرنس سے پہلے جب احرار رضا کاروں کا جلوس شہر کے مختلف راستوں سے گزرتا تو اللہ اکبر کے نعروں سے فضا گونج جاتی تھی، میں نے اپنی آنکھوں سے لوگوں کو ان جلوسوں پر پھول نچھاور کرتے ہوئے بھی دیکھا۔ چوراہوں پر خصوصی دروازے بنائے جاتے جن پر پرچم احرار لہراتا ہوا ہمارے ایمان، ہمارے جذبات

اور ہمارے عزم کے لیے مزید تقویت کا باعث بن جاتا تھا۔ ان تمام مناظر کو دیکھ کر ہمیں وہ اکابر اور رضا کار بھی یاد آتے جو ہم سے جدا ہو گئے تھے۔ خصوصیت کے ساتھ ہر ایسے مظاہرے پر جب میں امیر شریعتؒ کو یاد کرتا تو میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے اور مجھے یوں محسوس ہوتا کہ امیر شریعتؒ اپنے چاروں بیٹوں سے خوش ہو کر انہیں جیسے یہ کہہ رہے ہوں ؂

دل و نظر کی وسعتوں کو ذوقِ اعتبار دو — اُٹھو اور اُٹھ کے زندگی کو صبحِ نَو بہار دو
عداوتوں کو روند ڈالو پیار کے شعار سے — محبتوں سے دل کے تم دیار کو سنوار دو
نہیں ہے یہ جہاں فقط امیر کی ہی عیش گاہ — سو گھر میں ہر غریب کے مسرتیں اتار دو
چلو گرا دو راستے کی ہر فصیلِ دشمنی — جہاں کو سرخوش سرفروش شہسوار دو
حکومتِ الٰہیہ کی دل میں ہے جو آرزو! — بقائے دیں کی غرض سے دیں پہ جان وار دو
جہاد ہی ہے شاہراہ منزلِ مراد کی — عزمِ نو کو پھر وہی پیامِ ذوالفقار دو
خرابیٔ حیات کا یہی ہے اک علاج بس — کہ آدمی کو دارِ مشکلات سے اُتار دو
پھر جنوں کے ہر قدم پر دانشیں نثار ہوں — یہ اہلِ دل کو پھر وہی شعور دو وقار دو
روش روش پہ زندگی کے اتریں وہی قافلے — چمن چمن مہک اٹھیں کلی کلی نکھار دو

(اور اگر دیکھا جائے تو یہی منشورِ احرار ہے) مولانا سید ابوذر بخاریؒ مجلس احرار کی تنظیمِ نَو میں ہمہ تن مصروف تھے۔ رات کی نینداور صبح کے آرام کو انہوں نے خیر باد کہہ دیا تھا۔ سید عطاء المحسن بخاریؒ اور سید عطاء المؤمن بخاری اُن کے دائیں بائیں اُن کے ہر حکم کی تعمیل میں سرگرم کار تھے۔ شہروں کے بعد قصبوں اور دور دراز علاقوں کے دورے شروع ہوئے۔ دن رات سفر کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ اپنے زور وشور سے برسوں جاری رہا۔ یہ کاوش اور محنت جو سید ابوذر بخاریؒ کی قیادت میں ہو رہی تھی اس کی وجہ جناب پروفیسر تاثیر وجدان مرحوم نے اپنے مضمون بعنوان ’’تحریک حریت کی روحِ حارہ‘‘ میں اس طرح تحریر کی ہے۔

’’چراغ حق کو باطل کی ہواؤں کی زد میں لا کر روشن رکھنے کا عمل دراصل ان کے ہاں (ابوذر بخاری کے ہاں) باطل کے خلاف مزاحمت پسندی کا عمل تھا۔ اس کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ فرنگی استعمار واستبداد کے ساتھ مسلسل تصادموں اور رات دن کی مسلسل جانکاہ تعزیروں نے مجاہدین احرار اور قائد احرار امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ میں جس طاقت ورمزاحمت ومقابلے کی باغیانہ روح کو مشتعل کیا تھا وہی روح وراثتاً سید ابوذر بخاری کے جسم میں منتقل ہو کر نئی حرارت کے ساتھ متحرک رہی، درحقیقت احرار اسلام کا مزاج ہی یہ تھا کہ انہیں برطانوی حکمرانوں سے جتنی سزائیں ملتی تھیں اتنی ہی مقابلہ اور حصولِ

غلبہ کی خواہش ان کے اندر زور پکڑتی تھی۔''

یعنی جذبہ حریت وراثتاً ان کے چاروں بیٹوں کے جسم میں ہی نہیں بلکہ دل و دماغ میں منتقل ہو چکا تھا کہ جو انہیں چین نہیں لینے دیتا تھا۔ تاثیر وجدان مرحوم اپنے اسی مضمون میں مزید تحریر کرتے ہیں:

''برصغیر کی سیاسی جماعتوں میں مجلس احرار اسلام ایسے سرفروشوں کی جماعت ہے جو ہر وقت جان ہتھیلی پر، کفن کندھے پر لیے پھرتے ہیں۔ احرار کے نام کا پوری جماعت پر یہ اثر تھا کہ حریت و جرأت چھوٹے سے چھوٹے رضا کار کی گھٹی میں پڑی تھی اور خوف نام کی چیز ان کی چمڑی میں نہ تھی اور نہ ہے۔ میرے خیال میں روح احرار واقعی زمان و مکان اور تاریخی عمل سے بے نیاز اور بالاتر شے کا نام ہے۔ وہ کل بھی زندہ موجود تھی، آج بھی زندہ موجود ہے اور آئندہ بھی ان شاءاللہ موجود رہے گی۔ حریت پسندی اپنی دینی اساس میں مخلوق کو مخلوق کی بندگی سے حریت دلا کر خالق کی بندگی میں لانے کا نام ہے۔''

ان اقتباسات کو نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نئی نسل کو یہ بتایا جائے کہ احرار نے اپنی تشکیل نو اور اس سے پہلے جو کچھ کیا اور جو کچھ آج کر رہے ہیں اس کا جذبۂ محرکہ کیا ہے۔ جب یہ جذبہ بیدار ہوتا ہے تو پھر دن کا آرام یاد رہتا ہے اور نہ ہی رات کی نیند۔

چنیوٹ میں جماعت کی تشکیلِ نو:

جن دنوں ملک کے مختلف شہروں میں جماعت کی تشکیلِ نو کا کام ہو رہا تھا۔ مجھے حضرت سید ابوذر بخاریؒ نے چنیوٹ میں جماعت کی تشکیل کے لیے بھیجا، میں نے اُن کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چنیوٹ آکر چند دن قیام کے دوران پرانے رضا کاروں سے رابطہ کیا۔ انہیں اکٹھا کیا اور اُن سے مشورہ کر کے جماعت تشکیل کر دی۔ اس سلسلے میں ملک اللہ دتہ مرحوم اور سالار نذر محمد صاحبؒ نے میری ہر ممکن مدد کی اور دو تین روز میں میرا کام ختم ہو گیا۔ اس نئی جماعت میں پرانے رضا کاروں کے علاوہ میرے اپنے خاندان کے افراد بھی شامل ہو گئے۔ جن میں میرے ماموں زاد بھائی مشتاق احمد راجھہ، اُن کے چھوٹے بھائی اشفاق احمد راجھہ، اور میرے چھوٹے بھائی باقر صغیر احمد قابل ذکر ہیں۔ میرے ماموں غلام مرتضٰی مرحوم خود بھی جماعتِ احرار کے رضا کاروں میں شامل رہے تھے اور چنیوٹ کی جماعت کے سرگرم کارکن تھے۔ لیکن پرانے رضا کاروں میں سے چند رضا کار جو ''مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت'' کی تنظیم میں شمولیت اختیار کر چکے تھے انہوں نے جماعت میں شرکت سے انکار کر دیا۔ اُن کے بقول امیر شریعتؒ نے ۱۹۴۹ء کے تاریخی اجلاس جولاہور میں ہوا تھا جماعت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا تھا۔ اس لیے اب جماعت احرار کی بجائے ختمِ نبوّت کے ہی سٹیج پر ردِ قادیانیت کا کام ہونا چاہیے اور ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ میں نے انہیں لاکھ سمجھایا کہ یہ غلط ہے۔ ایسا نہیں ہوا تھا۔ بلکہ جماعت نے ۱۹۴۹ء کو لاہور کے عظیم الشان اور تاریخی اجتماع میں انتخابی سرگرمیوں سے علیحدگی کے علاوہ یہ اعلان بھی کیا تھا کہ اب مجلس احرار اسلام، اپنی سرگرمیوں کو تحفظ ختم نبوت اور دیگر

تبلیغی واصلاحی کاموں تک محدود رکھے گی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جماعت کو ختم نہیں کیا گیا تھا، اس سلسلے میں ختمِ نبوّت کے ایک مبلغ سے بھی بات ہوئی کہ آپ لوگ مجلس احرارِ اسلام کے بارے میں غلط پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ بعد میں یہ مسئلہ پورے ملک کے اندر پھیلا دیا گیا۔ اور یہ معاملہ جماعت کی تشکیلِ نَو کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ ثابت ہوا۔ جس کا مدلّل جواب جماعت کی طرف سے دیا گیا کہ اگر ۱۹۴۹ء میں بقول اراکینِ تحفظِ ختمِ نبوّت، امیر شریعت نے جماعت ختم کر دی تھی تو پھر ۱۹۵۳ء میں مولانا محمد علی جالندھریؒ مجلس احرار اسلام پنجاب کے ناظم اعلیٰ کیوں تھے؟ اور وہ کیسے مجلس احرار کی طرف سے مجلس عمل کے رکن تھے۔ اور ۱۹۵۸ء میں جب ڈاکٹر خان صاحب کے دورِ حکومت میں جماعت سے پابندی اٹھالی گئی تو ملتان میں امیر شریعت ہی نے خود سرخ قمیص پہن کر ملتان میں دفتر احرار کا افتتاح اور پرچم کشائی کر کے آپ کی اس بات کی تردید نہیں کر دی کہ جماعت کو ختم کیا گیا تھا بلکہ جماعت نے ملک کی سیاسی سرگرمیوں سے علیحدگی کا اعلان کیا تھا اور فیصلہ یہ ہوا تھا کہ جن لوگوں نے ملکی سیاست میں حصہ لینا ہے وہ جماعت سے علیحدگی اختیار کر کے مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں۔ چنانچہ نوابزادہ نصر اللہ خانؒ، شیخ حسام الدینؒ حتیٰ کہ مولانا محمد علی جالندھریؒ بھی کچھ عرصہ کے لیے مسلم لیگ میں شامل ہو گئے تھے۔ ماسٹر تاج الدین انصاریؒ اس وقت جماعت سے علیحدہ ہو کر مسلم لیگ اور پھر بعد میں سہروردی کی عوامی لیگ میں شامل ہو گئے تھے۔ جبکہ امیر شریعت کی قیادت میں مجلس احرار اسلام دینی محاذ پر کام کرتی رہی تھی۔ تبھی تو ۱۹۵۳ء کی تحریک ختمِ نبوّت کی داعی جماعت مجلس احرار اسلام ہی تھی، مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت نہیں تھی۔ بہرحال چنیوٹ میں اس مخالفت جس میں مجلس ختمِ نبوّت کے مبلغ اور ہماری جماعت کے ایک فعال کارکن ظہور راج پیش پیش تھے، ان کی مخالفت کے باوجود چنیوٹ میں جماعت قائم ہوئی۔ صدارت کے لیے مولانا دوست محمد ساقیؒ فاضل دیوبند کا انتخاب ہوا اور سیکرٹری جنرل کے لیے مشتاق احمد راجھہ چن لیے گئے اور چند ہی ماہ میں چنیوٹ کی یہ جماعت اس قدر آگے بڑھ گئی کہ اس کے تعاون سے ہی چنیوٹ میں آل پاکستان احرار کانفرنس بڑی شان و شوکت سے منعقد ہوئی۔ جس میں سیالکوٹ کے احرار بینڈ نے بھی شمولیت کی اور پورے شہر میں یہ جلوس ختمِ نبوّت زندہ باد، احرار اسلام زندہ باد کے نعروں کی گونج میں جلسہ گاہ پر پہنچا۔ جس کے بعد اکابر احرار نے تقاریر کیں اور آخر میں جنرل سیکرٹری مجلس احرارِ اسلام پاکستان حضرت مولانا ابوذر بخاریؒ نے تقریر کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں ملکی سیاست پر پُراثر گفتگو فرمائی اور مجلس احرار کے اُسی نصب العین کی وضاحت کی جو اس جبری پابندی سے پہلے تھا۔ ردِ قادیانیت اور حکومتِ الٰہیہ کا قیام۔ جمہوریت ہمارے مسائل کا حل نہیں اور نہ ہی جمہوریت کے ذریعے پاکستان میں حکومتِ الٰہیہ کا قیام ممکن ہے۔ یہ وہ دن تھے جب ذوالفقار علی بھٹو کی نوزائیدہ جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کا وجود عمل میں آچکا تھا اور اس نے پورے ملک کی سیاسی فضا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ خاص طور پر ہماری نئی نسل پیپلز پارٹی پر فریفتہ تھی اور ہر جگہ ”بھٹو آوے ای آوے“ کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ اس لیے یہ ضروری تھا کہ اس پر بھی ہمارے جلسے میں گفتگو ہوتی چنانچہ سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی تفصیل سے ذوالفقار علی بھٹو کی پیپلز پارٹی کے منشور کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ جس میں یہ کہا گیا تھا کہ

''اسلام ہمارا دین ہے۔ جمہوریت ہماری سیاست ہے اور سوشلزم ہماری معیشت ہے۔'' اسی منشور کے تحت پیپلز پارٹی پورے ملک کے اندر سوشلزم زندہ باد کے نعرے لگا رہی تھی اور پاکستان میں یہ پہلی جماعت تھی جس نے برملا سوشلزم کو اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا تھا۔ اس پر آپ نے چنیوٹ احرار کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کو کسی بیساکھی کی ضرورت نہیں ہے۔ بھٹو صاحب اسلام کی ایک بغل میں جمہوریت کی بیساکھی لگانا چاہتے ہیں تو دوسری میں سوشلزم کی۔ یہ اُن کی بھول ہے اسلام کا تعلق نہ تو سوشلزم کے ساتھ ہے اور نہ ہی جمہوریت کے ساتھ۔ دراصل وہ عوام کو یہ تاثر دے رہے ہیں کہ پیپلز پارٹی ایک ایسی دکان ہے جہاں ہر قسم کا سودا موجود ہے اور پھر اگر سنجیدگی سے اس منشور پر غور کیا جائے تو یہ تاثر بھی ابھرتا ہے کہ اسلام محض عبادات کا نام ہے اور سیاست سے اسلام کا دامن خالی ہے اور معیشت کے حوالے سے بھی اسلام سوشلزم کا محتاج ہے۔ یہ سراسر دھوکا اور فریب ہے جو عوام کو اقتدار تک پہنچنے کے لیے دیا جا رہا ہے۔ ہم پیپلز پارٹی کے منشور کی مخالفت کو اپنی جماعت کا ایک اہم ترین فریضہ سمجھتے ہوئے اس کی مخالفت میں اپنے پورے وسائل کے ساتھ پیپلز پارٹی کی مخالفت کریں گے۔ باقی رہا ''بھٹو آوے ای آوے'' تو ذرا جہالت کی دھند چھٹ جانے دو اور ان بادلوں کو ہٹ جانے دو جنہوں نے تمہارے دل و دماغ پر تاریکی کا پردہ ڈال رکھا ہے تمہیں معلوم ہو جائے گا تم گھوڑے پر سوار ہو یا کہ گدھے پر۔

ضیغم احرار شیخ حسام الدین کی وفات حسرت آیات:

ابھی یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور شیخ صاحب مرحوم ہی کی قیادت میں جماعت کو فعال بنایا جا رہا تھا کہ جماعتِ احرار کو شیخ صاحب کی وفات کا جانکاہ صدمہ اٹھانا پڑا۔ مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے کہ جب حضرت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں میرے گھر پر ہی تشریف فرما تھے۔ وہ اکثر میرے گھر آجایا کرتے تھے اور ہم دونوں بیٹھ کر مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے تھے۔ اُن کے خیالات سے اس طرح میں اکثر مستفیض بھی ہوتا اور مستفید بھی، ہم دونوں مصروفِ گفتگو تھے کہ ایک آدمی نے جو غالباً سٹینڈرڈ بیکری ملتان سے متعلق تھا آ کر یہ خبر سنائی کہ لاہور سے ٹیلی فون آیا ہے شیخ حسام الدین رحلت فرما گئے ہیں۔ ہم دونوں پر اس اچانک خبر سے تو جیسے بجلی سی کوندگئی۔ کچھ دیر تک تو ہم دونوں پر سکتے کا عالم طاری رہا پھر حضرت ابوذر بخاریؒ نے اس آدمی سے کہا کہ لاہور فون کر کے انہیں کہو کہ جنازہ میں خود پڑھاؤں گا۔ میرا انتظار کیا جائے۔ اس کے بعد آپ نے مجھے فرمایا کہ آپ بھی تیار ہو جائیں۔ لاہور آپ میرے ساتھ چلیں گے۔ چنانچہ وہ مجھے ملتان ریلوے سٹیشن پر پہنچنے کے لیے کہہ کر گھر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد میں دیر تک سوچتا رہا کہ شیخ صاحب اور ان کے رفقاء، اکابر احرار ایسے تھے کہ جنہوں نے انگریزی سلطنت کے کروفر کو اپنے پاؤں کی ٹھوکر پر رکھتے ہوئے اہلِ پاکستان و ہند کو اس طاغوتی طاقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کا حوصلہ عطا کیا۔ جنہوں نے آزادیٔ ہند کے لیے قید و بند کی مصیبتیں جھیلیں، جن کی عظمت کے ترانے ہم رات دن گاتے رہتے ہیں، جن کے نقشِ قدم پر چلنے کی ہم نے قسم کھا رکھی ہے۔ پھر میں نے امیر شریعتؒ کے

جنازے میں شرکت کا تصور کیا۔ مولانا مظہر علی اظہر کے جنازے میں شرکت کا پورا منظر میرے ذہن میں گھوم گیا۔ دیر تک ان خیالوں میں مستغرق رہا۔ تاہم جلدی سے تیار ہو کر ملتان ریلوے سٹیشن پر پہنچا۔ اتنے میں حضرت سید ابوذر بخاریؒ بھی تشریف لے آئے اور ہم دونوں بذریعہ ٹرین لاہور کے لیے روانہ ہو گئے۔ لاہور ریلوے سٹیشن پر جب اُترے تو مجھے یاد ہے کہ مغرب کا وقت تھا مجھے حضرت سید ابوذر بخاریؒ نے فرمایا کہ جلدی سے نماز ادا کرلو۔ میں نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا کہ کیا ابھی مغرب کی نماز کا وقت ہے؟ کیونکہ میرے خیال میں دیر ہو چکی تھی جواب میں انہوں نے کہا کہ دیکھو آسمان کی طرف ابھی نیلاہٹ آسمان پر موجود ہے اور جب تک نیلاہٹ موجود ہے نماز مغرب ادا کی جاسکتی ہے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو پھر گوال منڈی شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں ایک جم غفیر شاہ جی کا انتظار کر رہا تھا۔ جنازہ بالکل تیار تھا چنانچہ آپ آئے دروازہ پر چارپائی رکھی تھی آپ نے شیخ صاحب کے چہرے سے کفن کو ہٹا کر ماتھے پر ایک بوسہ دیا اور کہا ''اچھا چاچا جی تسی وی سانوں چھڈ چلے ہو'' خدا حافظ۔ جنازہ اٹھایا اور ہم قبرستان میانی صاحب کی طرف چل پڑے۔ مجھے یاد ہے کہ ۱۲ / ربیع الاوّل کا دن تھا۔ سارا لاہور جھنڈیوں اور مختلف قسم کے بینروں سے سجا ہوا تھا۔ قبرستان میں قبر تیار تھی۔ میرے بھائی مشتاق احمد راجھہ کی قیادت میں چنیوٹ کے رضا کار بھی آئے ہوئے تھے۔ نماز جنازہ حضرت سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی جسد اطہر کو لحد میں اتارنے کا وقت آیا، ایک ہجوم آنسوؤں اور ہچکیوں کے ساتھ تحریک حریت کی اس نڈر اور بہادر شخصیت کو اگلے جہان کے لیے رخصت کر رہا تھا۔ یہ منظر جب بھی میرے سامنے آتا ہے تو دل بیٹھ بیٹھ جاتا ہے۔ تدفین کے بعد ہم سارے لوگ عزیز الاسلام ہائی سکول جہاں پر مہمانوں کے کھانے کا انتظام تھا آ گئے۔ اور اس سکول کی چھت پر دریوں پر بیٹھ کر ہم نے ساری رات گزار دی۔ یہ ایک پریشان کن رات تھی، تمام رات ہم سارے لوگ شیخ صاحب کی عظمت کے ترانے گاتے رہے۔ اُن کی بہادری، اُن کے جذبۂ حریت اور اُن کی دین کے ساتھ محبت کی باتیں کرتے رہے لیکن اس کے ساتھ ہی ہم سب کے لیے یہ بات بھی پریشانی کا باعث تھی کہ کون شیخ صاحب کی جگہ پر جماعت کا صدر ہوگا اور اس کے بعد جماعت کو کن مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ خلا جو شیخ صاحب کی وفات کی وجہ سے پیدا ہوا ہے کون پر کر پائے گا۔

خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را

یقیناً ضیغمِ احرار شیخ حسام الدینؒ اُن بڑے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جن کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے کہ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

(جاری ہے)

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی

ایک قادیانی شبہ کا جواب

کیا نزول عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث میں آسمان کا لفظ موجود ہے؟

سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا آسمانوں کی طرف رفع اور قیامت کے نزدیک نزول احادیث صحیحہ سے ثابت ہے بلکہ بعض احادیث میں تو امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کو حلفیہ الفاظ ''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ'' سے بیان کیا ہے اور ایک حدیث تو مرزا قادیانی نے روحانی خزائن جلد ۳ ص:۱۹۸ پر خود نقل کی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ قادیانی ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر احادیث نزول عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آتے لیکن مرزا قادیانی سے اندھی عقیدت، جہالت اور دنیوی مفادات کے باعث نہیں مانتے...... مرزا قادیانی نے اپنی متعدد کتابوں میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ صحیح احادیث میں آسمان کا لفظ نہیں ہے اس لیے نزول کا مجازی معنی مراد لیا جائے گا۔ وہ لکھتا ہے:

۱۔　صحیح حدیثوں میں تو آسمان کا لفظ بھی نہیں ہے (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد:۳، ص:۱۳۲)

۲۔　کسی حدیث مرفوع متصل میں یہ کہاں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ چھت پھاڑ کر آسمان پر چڑھ گئے تھے۔

(اعجاز احمدی روحانی خزائن، جلد:۱۹، ص:۱۳۸)

۳۔　**و ما جاء فی الحدیث لفظ النزول من السماء لیرتاب احد من المرتابین.**

(انجام آتھم روحانی خزائن، جلد:۱۱، ص:۱۲۹، ۱۳۰)

ترجمہ:　اور حدیث میں نزول من السماء کا لفظ نہیں آیا کہ کوئی آدمی شک کرے۔

۴۔　**ولن تجد لفظ السماء فی ملفوظات خیر الانبیاء و لا فی کلم الاوّلین.**

(انجام آتھم روحانی خزائن، جلد:۱۱، ص:۱۴۸)

ترجمہ:　اور تو ہرگز سماء کا لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور پہلے لوگوں کے کلام میں نہیں پائے گا۔

۵۔　ہمیں معلوم نہیں کہ حدیثوں میں کہاں اور کس جگہ لکھا ہے کہ وہی اسرائیلی نبی جس کا نام عیسیٰ تھا جس پر انجیل نازل ہوئی تھی باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کے پھر دنیا میں آجائے گا۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن، جلد:۲۰، ص:۲۱)

۶۔ بارہا اشتہار دیے کہ اگر آپ لوگوں میں کچھ سچائی ہے تو میرے مقابلہ پر آؤ قرآن سے دکھلاؤ یا حدیث سے دکھلاؤ کہاں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر زندہ مع جسم عنصری آسمان سے اتریں گے۔ (تحفہ غزنویہ روحانی خزائن، جلد: ۱۵،ص:۵۴۳)

الجواب بعون الملک الوهّاب

مرزا قادیانی کی ایک ہی مفہوم کی متعدد عبارات نقل کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ قارئین پر مرزا قادیانی کا کذب وافتراء اور اس پر استقامت واضح ہو جائے، انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ کس طرح بلند و بانگ دعوے کرتا ہے اور بار بار اپنی کتابوں میں دہراتا ہے، اپنی تسلیم کردہ باتوں کی تردید میں محور ہتا ہے۔

مرزا قادیانی نے چیلنج کے انداز میں یہ دعویٰ کیا کہ کسی حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نزول من السماء یعنی آسمان سے نازل ہونے کا لفظ نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد قادیانی بھی گزشتہ سو سال سے اس جھوٹ کو دہراتے چلے آ رہے ہیں کہ کسی حدیث سے آسمان کا لفظ ثابت نہیں ہے۔

ان کے اس کذب وافتراء کے متعلق ہمارے جواب کے دو حصے ہیں، پہلے حصہ میں وہ احادیث نقل کی جائیں گی جن میں سماء کا لفظ واضح طور پر موجود ہے اور دوسرے حصہ میں مرزا قادیانی کے اعترافات نقل کیے جائیں گے جن میں وہ مانتا ہے کہ بہت سی احادیث میں نزول من السماء کا ذکر ہے۔ ترتیب وار دونوں جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

جواب نمبر:۱۔ وہ احادیث جن میں السماء کا لفظ موجود ہے:

حدیث۱: **قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن سنان حدثنا ابو معاویة عن الاعمش عن المنهال بن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لما اراد اللّٰه ان یرفع عیسٰی الی السماء الی ان قال و رفع عیسٰی من روزنة فی البیت الی السماء قال و جاء الطلب من الیهود فاخذ والشبه فقتلوه ثم صلبوه و وهذا اسناد صحیح الی ابن عباس.** (تفسیر ابن کثیر، جلد:۱،ص:۵۷۴۔ مطبوعہ دارالمعرفت، بیروت ۱۹۶۹ء)

حدیث۲: **و فی صحیح مسلم عن النواس بن سمعان ان رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم اخبر عن عیسٰی بن مریم ان ینزل من السماء علی المنارة البیضاء الشرقی دمشق.** (البدایہ والنہایہ، جلد:۶،ص: ۲۸۸۔ داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۸ھ۔ ۱۹۸۸ء)

حدیث۳: **حدثنا علی بن الحسین حدثنا زهیر بن عباد الرؤاسی حدثنی ردیح بن عطیة عن ابی زرعة الشیبانی حدثه ان عیسٰی بن مریم رفع من جبل طور زیتا قال بعث اللّٰه ریحا فخفقت به حتی هرول**

ثم رفعه اللّٰہ الی السماء قوله تعالیٰ وکان اللّٰہ عزیزا حکیما. (تفسیر ابن ابی حاتم الرازی، جلد:۴، ص:۱۱۱۲ تحت آیت بل رفعہ اللہ الیہ)

حدیث۴: عن حاطب بن ابی بلتعة (انه قال لمقوقس ملک الاسکندریة) عیسیٰ ابن مریم ألیس تشهد انه رسول اللّٰہ فما له حیث اخذه قومه فأرادوا أن یغلبوه الا یکون دعا علیهم بأن یهلکهم اللّٰہ عز وجل حتی رفعه اللّٰہ الیه فی السماء الدنیا قال انت حکیم جاء من عند حکیم هٰذه هدایا أبعث بها معک الیٰ محمد و أرسل معک ببزرقة ببذرقونک الیٰ مأمنک. (دلائل النبوۃ للبیہقی، جلد:۵، ص:۱۷)

حدیث۵: اخبرنا ابو عبداللّٰہ الحافظ انا ابوبکر بن اسحاق انا احمد بن ابراهیم حدثنا ابی بکیر حدثنی اللیث عن یونس عن ابن شهاد عن نافع مولی ابی قتادة الانصاریٰ قال ان ابا هریرة قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم و امامکم منکم

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی، ص:۲۰۱)

حدیث۶: وقدوری عن ابن المسیب ان عیسیٰ ابن مریم علیه السلام حین رفع الی السماء کان ابن ثلاث و ثلاثین سنة. (دلائل النبوۃ للبیہقی، جلد:۸، ص:۲۵۲)

حدیث۷: عن ابن عباس مرفوعا قال الدجال اول من یتبعه سبعون الفا من الیهود علیهم التیجان (الیٰ قوله) قال ابن عباس قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم فعند ذلک ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء علی جبل افیق اماما هادیا حکما عادلا علیه برنس له مربوع الخلق اصلت سبط الشعر بیده حربة یقتل الدجال فاذا قتل الدجال تضع الحرب اوزارها فکان السلم فیلقی الرجل الاسد فلا یهیجه و یاخذ الحیة فلا تضره تنبت الارض کنباتها علی عهد آدم و یومن به اهل الارض و یکون الناس اهل ملة واحدة. (کنز العمال، جلد:۱۴، ص:۶۱۹، مطبوعہ ملتان)

حدیث۸: و أخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم من وجه آخر عن الحسن فی الآیة قال رفعه اللّٰہ الیه فهو عنده فی السماء. (الدر المنثور، جلد:۳، ص:۵۹۷)

حدیث۹: و ذکر ابوبکر بن ابی شیبة حدثنا ابو معاویة حدثنا الاعمش عن المنهال عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لما اراد اللّٰہ تبارک و تعالیٰ أن یرفع عیسیٰ الی السماء خرج علیٰ اصحابه وهم اثنا عشر رجلاً فالقی علیه شبه عیسی قال و رفع عیسی علیه السلام من روزنة کانت فی البیت الی

السماء. (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، جلد:۴، ص:۱۰۰) پر مذکور ہے۔

فائدہ: علاّمہ قرطبیؒ نے جس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد:۱۱، ص:۵۴۶ (حدیث، ۳۲۵۳۷)

حدیث۱۰: حدیث نمبر:۱ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ابن ابی حاتم رازی نے بھی نقل کی ہے اس میں الفاظ یہ ہیں **قال ربکم یلقی علیه شبهی فیقتل مکانی ویکون معی فی درجتی فقام شاب من احدثهم سنا فقال له اجلس ثم اعاد علیهم فقام الشاب انا فقال انت هو ذالک فالقی علیه شبه عیسیٰ و رفع عیسیٰ من روزنة فی البیت الی السماء.** (تفسیر ابن ابی حاتم الرازی، جلد:۴، ص:۱۱۱۰)

جواب نمبر:۲، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کا اثبات: (از روئے قادیانی کتاب)

ذیل میں مرزا قادیانی کی چند ایسی تحریریں نقل کی جاتی ہیں جن میں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر رفع یا آسمان سے نازل ہونا تسلیم کرتا ہے۔

حوالہ نمبر۱: سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص ہی ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے اور ایک عرصہ تک وہی ناقص کتاب لوگوں کے ہاتھ میں رہی۔ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن، جلد:۱، ص:۴۳۱ حاشیہ)

حوالہ نمبر۲: اب پہلے ہم صفائی بیان کے لیے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے، ان ہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد:۳، ص:۵۲)

حوالہ نمبر۳: اب یہ بھی جاننا چاہیے کہ دمشق کا لفظ جو مسلم کی حدیث میں وارد ہے یعنی صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید شرقی کے پاس اتریں گے...... اس جگہ بلاشبہ استعارہ کے طور پر کوئی مرادی معنی مخفی ہیں جو ظاہر نہیں کیے گئے۔ (روحانی خزائن، جلد:۳، ص:۱۳۴، حاشیہ)

اس حدیث کی مزید وضاحت مرزا قادیانی نے اس طرح لکھی ہے:

''صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا، اس لفظ کو ظاہری لباس پر حمل کرنا کیسا لغو خیال ہے (روحانی خزائن، جلد:۳، ص:۱۴۲)

حوالہ نمبر۴: تمام فرقے نصاریٰ کے اسی قول پر متفق نظر آتے ہیں کہ تین دن تک حضرت عیسیٰ مرے رہے اور پھر قبر میں سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور چاروں انجیلوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ (روحانی خزائن، جلد:۳، ص:۲۲۵)

حوالہ نمبر۵: احادیث تو احادیث ہیں مرزا قادیانی محمد بن احمد المکی نامی کسی بزرگ سے بھی نزول من السماء کا اقرار نقل کرتا

ہے عبارت ملاحظہ فرمائیں:

اقول و انا محمد ابن احمد المکی من حارۃ شعب عامر انی رأیت فی المنام ۱۳۰۵ ھ ان ابی قائم و انا معہ فنظرت الی جانب المشرق فرأیت عیسٰی علیہ السلام نزل من السماء و انا ارید ان اتوضا فتوجھت الی البحر ثم توضئت و رجعت الی ابی فقلت یا ابی ان عیسٰی علیہ السلام قد نزل فکیف اصلی فقال لی ابی ان نزل علی دین الاسلام و دینہ دین النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فصل مثل ما کنت تصلّی اوّلاً فصلیت ثم استیقظت من منامی فقلت فی نفسی لا بد انشاء اللہ ان ینزل عیسٰی علیہ السلام فی حیاتی و انظرہ بعینی. (روحانی خزائن، جلد:۳،ص:۴۸۷، ۴۸۸)

اس طویل عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن احمد مکی خواب دیکھتا ہے کہ میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے نازل ہوتے دیکھا، میں نے اپنے والد سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دین اسلام کے موافق زندگی گزاریں گے۔

۱۸۹۲، ۱۸۹۳ء کے اعترافات: (جبکہ مرزا قادیانی اپنی مسیحیت اور وفات عیسٰی بن مریم علیہما السلام کا دعویٰ کر چکا تھا)

حوالہ نمبر۶: خدا تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں حضرت مسیح کو دکھایا یعنی ان کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دے دی کہ تیری قوم اور تیری اُمّت نے اس طوفان کو برپا کیا ہے۔(روحانی خزان، جلد:۵،ص:۲۶۸)

حوالہ نمبر۷:الا یعلمون ان المسیح ینزل من السماء بجمیع علومہ ولا یاخذ شیئا من الارض ما لھم لا یشعرون. (روحانی خزائن، جلد:۵،ص:۴۰۹)

ترجمہ: کیا لوگ نہیں جانتے کہ بے شک مسیح آسمان سے تمام علوم لے کر نازل ہوگا اور وہ زمین سے کچھ نہ لے گا، انہیں کیا ہو گیا کہ وہ نہیں سمجھتے؟

حوالہ نمبر۸: اور منجملہ انجیلی شہادتیں کے جو ہم کو ملی ہیں انجیل متی کی مندرجہ ذیل آیت ہے: ''اور اس وقت انسان کے بیٹے کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور اس وقت زمین کی ساری قوتیں چھاتی پیٹیں گی اور انسان کے بیٹے کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے۔''

دیکھو متی باب۲۴، آیت:۳۰، (مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن، جلد:۱۵،ص:۳۸)

حوالہ نمبر۹: اور ملل ونحل شہرستانی میں اس قصہ کے متعلق یہ عبارت ہے **قال عمر بن الخطاب من قال ان محمدا مات فقتلہ بسیفی ھٰذا و انما رفع الی السماء کما رفع عیسٰی ابن مریم.** (تحفہ غزنویہ، روحانی خزائن، جلد:۱۵،ص:۵۸۰، ۵۸۱)

۱۹۰۰ء کا اعتراف:

حوالہ نمبر۱۰: و انی انا المسیح النازل من السماء.

ترجمہ: میں ہی وہ مسیح ہوں جو آسمان سے اترا ہے۔(روحانی خزائن، جلد:۱۷، ص:۸۳)

۱۹۰۸ء کا اعتراف:

مرزا قادیانی نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا:

''ہماری طرف سے یہ جواب ہی کافی ہے کہ اوّل تو خدا تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ انسان مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ جائے۔(چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد:۲۳، ص:۲۲۸)

خلاصۂ کلام:

الحمدللہ احقر نے مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے اس جھوٹ کی قلعی دو طرح سے کھول دی ہے کہ صحیح احادیث میں نزول عیسیٰ کی روایات میں آسمان کا لفظ نہیں پایا جاتا۔

اس پروپیگنڈا کے جواب میں دس صحیح احادیث پیش کی ہیں جن میں آسمان کا لفظ موجود ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے متعلق مرزا قادیانی کے گیارہ اعترافات نقل کیے ہیں۔اس طرح قادیانی پروپیگنڈا دم توڑ گیا ہے۔منصف مزاج قادیانیوں کے لیے دعوت غور وفکر ہے کہ وہ پیش کردہ نکات پر غور کر کے راہِ ہدایت حاصل کریں۔

و ما علینا الا البلاغ المبین.

☆☆☆

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● **کتاب: شرح صحیح مسلم شریف (دو جلد)　　　مؤلف: مولانا عبدالقیوم حقانی**

ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ، خیبر پختونخوا

احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام شریعتِ مطہرہ کا دوسرا ماخذ اور قرآن کریم کی تشریح وتفصیل ہیں۔ ان کے شرف وفضیلت کے لیے اتنی بات کافی وافی ہے کہ یہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب باتیں ہیں اور بنی نوعِ انسان کے لیے مکمل ضابطۂ حیات ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حجۃ الوداع کے خطبہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''میں تمہارے درمیان ایسی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم ان کو مضبوطی سے تھام لو تو ہرگز گمراہ نہیں ہوگے: اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔''

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور سے احادیث کو دھیان سے سننے، یاد کرنے اور محفوظ کرنے کا اہتمام جاری ہو گیا تھا، صحاحِ ستہ اسی مبارک ارشاد کا کرشمہ ہیں۔ عشاقِ حدیث نے نہ صرف احادیث مبارکہ کو محفوظ کیا بلکہ ان واسطوں کی بھی خوب چھان بین کی جن سے احادیث مبارکہ ان تک پہنچ رہی تھیں، جس کے نتیجے میں ''فنِ اسماء الرجال'' وجود میں آیا، یہ اس اُمّت کا ایسا منفرد کارنامہ ہے کہ دنیا کی کسی مذہبی وغیر مذہبی قوم میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ کی تشریح وتوضیح میں ہر دور کے اہلِ علم نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق خامہ فرسائی کی ہے، جو بلاشبہ ایک عظیم کارنامہ ہے اور ان کے لیے ذخیرۂ آخرت ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی ''شرح صحیح مسلم'' ہے، جو مشہور عالمِ دین مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہٗ کے قلم کا شاہکار ہے۔ جناب موصوف نے سلفِ صالحین اور عصرِ حاضر کے محدثین کی تحقیقات کی روشنی میں اور اپنے وسیع تدریسی تجربہ کو بروئے کار لاتے ہوئے طلبۂ علوم نبوّت کو خوب سیراب کیا ہے۔ اس شرح میں حل عبارت پر خوب توجہ دی گئی ہے اور مسئلہ کی تشریح میں ''فتح الملہم'' کی تشریحات کو خاص طور پر آسان انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ تصحیح ونظرِ ثانی مولانا مفتی محمد انور شاہ اور مولانا محمد زمان حقانی نے کی ہے۔

اس وقت ''شرح صحیح مسلم'' کی دو جلدیں میرے سامنے ہیں، پہلی جلد میں علم حدیث سے متعلق جامع مقدمہ ہے، اس کے بعد صحیح مسلم شریف کے ''مقدمہ'' کی تشریح کی ہے اور ہر باب میں مسئلہ کی خوب وضاحت کی ہے، جس سے ان کا منفرد تدریسی انداز نکھر کر سامنے آیا ہے، دوسری جلد میں ''علمِ جرح وتعدیل'' پر تحقیقی مقالہ ہے، پھر مقدمہ صحیح مسلم کے ۲۹۷ راویان کے مفصل حالات، ان کے علمی کمالات اور تقویٰ وطہارت کو اچھوتے انداز میں بیان کیا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور طلبۂ دین کے لیے نافع بنائے اور بقیہ جلدوں پر کام میں آسانی پیدا فرمائے۔ آمین (مبصر: مفتی نجم الحق)

● **کتاب: افکارِ علوی مقرر: مولانا سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن خورشید**

ضخامت: ۲۰۸ صفحات قیمت: ۲۰۰ روپے ناشر: الفیصل ناشرانِ کتب، اردو بازار لاہور

اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے، حضرت مولانا سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ ماضی قریب کے ایک نادرۂ روزگار بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے انتہا صلاحیتوں سے نوازا تھا اور دینِ حنیف کی خدمت کرنے کی توفیق بخشی تھی۔ تصنیف وتالیف، ترجمہ، تحقیق، علم وحکمت اور وعظ ونصیحت وخطابت جیسے دین کے شعبوں میں ان کی سرگرمیاں اہلِ علم حضرات کو ہمیشہ یاد رہیں گی۔ موصوف صحتِ عقائد، پاکیزگیٔ منہج، صفائے مأخذ اور عمدگیٔ اخلاق کے عمدہ مراتب پر فائز تھے۔

زیرِ نظر کتاب مولانا مرحوم کی ۳۷ ریڈیائی تقاریر کا مجموعہ ہے جسے مرحوم کے برادرِ محترم اور ہمارے کرم فرما مولانا عزیز الرحمان خورشید مدظلہ نے مرتب ومبوّب فرمایا ہے۔ کتاب چھے ابواب پر مشتمل ہے جن میں قرآنیات، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیر الصحابہ، عقائد، عبادات، احسان وغیرہ جیسے موضوعات شامل ہیں۔

کتاب کے آخر میں مولانا سعید الرحمٰن علوی مرحوم ومغفور کا ایک مختصر سوانحی خاکہ بھی شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ آخر میں خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا خلیل احمد مدظلہ کے مکتوب گرامی کا اقتباس پیشِ خدمت ہے جس میں حضرت موصوف نے زیرِ نظر کتاب پر اپنی رائے عالی کا اظہار فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

> ''ماشاء اللہ علمی شہ پاروں کا گل دستہ ہے، اندازِ بیان فصیحانہ ہے۔ ہر باب کا مرکزی محور عشقِ رسالت واتباعِ سنت ہے۔ فقیر افادۂ عام کے لیے خواص وعوام کو توجہ دلاتا ہے کہ اس کتاب کو ضرور مطالعہ میں رکھیں ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت علوی صاحب کی اس محنت کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ آمین'' (مبصر: صبیح ہمدانی)

● **کتاب: گلِ صد پارہ مرتب: مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی**

ناشر: سہ ماہی الزیتون فضل کالونی بائی پاس روڈ، نیو اڈا، مردان ضخامت: ۱۲۸ قیمت: درج نہیں

مولانا عبد القیوم حقانی صاحب کی تالیف ''بنیاد کا پتھر'' کو علمی وادبی حلقوں میں بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی اور اُن کی اس ادبی کاوش کو بے حد سراہا گیا۔ کتاب کی اشاعت پر اہلِ ذوق واہلِ قلم حضرات نے جن تاثرات کا اظہار کیا، ان مضامین وتاثرات کو ''سہ ماہی الزیتون'' (مردان) نے خصوصی اشاعت کا موضوع بنایا ہے اور ''گلِ صد پارہ'' کے عنوان سے یکجا کر کے شائع کیا ہے۔

● **کتاب: ''ماہنامہ آبِ حیات'' اشاعتِ خاص سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر قیمت: چالیس روپے**

مولانا محمود الرشید حدوٹی کی زیرِ ادارت ماہنامہ آبِ حیات (لاہور) سے شائع ہوتا ہے۔ ماہ جنوری ۲۰۱۴ء کے

شمارہ کی اشاعتِ خاص بعنوان ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر'' شائع کیا ہے۔ اُسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے آگاہی اور اس کی پیروی میں تمام مسلمانوں اور انسانوں کی نجات ہے۔ سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مضامین بہت عمدہ اور پُر مغز ہیں، عنوانات کے اچھوتے پن نے اس شمارہ کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ (مبصر: محمد نعمان سنجرانی)

● **کتاب: میری امی جان حفصہؓ (منظوم) مصنف: انجم نیازی**

ناشر: دارالامین، لاہور صفحات: ۲۲۴ قیمت: ۱۰۰ روپے

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد انسان چاہتا ہے کہ وہ کوئی ایسا کام کرے جس میں مصروفیت بھی عبادت بن جائے۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے محترم انجم نیازی صاحب نے اپنی مصروفیت کو عبادت بناتے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و مناقب کو منظوم کلام میں مرتب کرنا شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ نو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر نو کتابیں تصنیف کر گئے۔ جن میں خلفاء راشدین، حضراتِ حسنین کریمین، سیدہ عائشہ صدیقہ اور یارانِ رسول واہلِ بیت رضی اللہ عنہم قابل ذکر ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب ''میری امی جان حفصہ'' بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ حمد و نعت ومنقبت کی اصناف شعر وسخن کی عام اصناف سے مختلف ہوتی ہیں، ان میں غیر معمولی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے ذرا سا فرقِ مراتب نہ کیا جائے تو انتہائی سنگین غلطی کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر جب طویل کلام ہو تو ویسے ہی زود گوئی معیارِ شعری کو پامال کرنے کا سبب بن جاتی ہے۔ زیرِ نظر کتاب کے ساتھ بھی اسی طرح کا معاملہ ہوا ہے۔ چنانچہ اس کتاب میں ساقط المعیار اشعار کے ساتھ ساتھ بہت سے نامناسب اور اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی بارگاہِ تقدس وتطہّر میں پیش کرنے کے لائق نہیں۔ ہم شاعر صاحب سے ملتمس ہیں کہ وہ اس کتاب پر نظر ثانی کریں، کتاب کے سرورق پر مولانا حبیب الرحمٰن سومرو کے پسند فرمودہ ہونے کا سرٹیفکیٹ بھی مندرج ہے۔ مولانا معروف شیخ الحدیث ہیں اور اپنی فضیلتِ علمی کے باعث علمی حلقوں میں شہرت رکھتے ہیں۔ مقامِ حیرت وافسوس ہے کہ ان کی نگاہ بھی ایسے مقامات نہ دیکھ سکی۔ مثلاً ایک جگہ صفحہ ۲۸ پر شعر ہے:

تو گلابوں کی طرح ہے، میرے خوابوں کی طرح ہے
سورۃ الرحمٰن حفصہ، میری امی جان حفصہ

صفحہ ۸۷ پر درج ہے:

بام و در میں کانپتے ہیں، اپنے گھر میں کانپتے ہیں
سارے پاٹے خان حفصہ میری امّی جان حفصہ

اسی طرح صفحہ ۹۹ پر شعر ہے:

قوم ساری سو رہی ہے، اپنی منزل کھو رہی ہے
کھا کے چونا پان حفصہ، میری امی جان حفصہ

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ صحیح سمجھ عطا فرمائے اور صحابہ وسلفِ صالحین کی باادب محبت نصیب فرمائے۔ (مبصر: مولوی اخلاق احمد)

● **کتاب: امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کا علمی جائزہ**　　**مرتب: مولانا سعید الحق جدون**

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ　　**صفحات: ۶۴**　　**قیمت: درج نہیں**

علمی کمالات، عقل وفراست، فہم وفقاہت، ذہانت وفطانت، رائے وتدبیر، مجتہدانہ بصیرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مشہور اوصاف ہیں۔ امام صاحب نے ایسے عجیب مسائل حل کیے ہیں جس پر اُس دور کے بڑے بڑے ائمہ حیران رہ جاتے اور ان کے غیر معمولی حافظہ اور ذکاوت وذہانت کے مداح بن جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ آج اکثر اسلامی ممالک میں حنفی مسلک کے لوگ زیادہ تعداد میں ہیں۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جس قدر امام صاحب مذکورہ اوصاف کے مالک ہیں اور جس قدر امام صاحب کے معتقدین ومقلدین کی تعداد ہے اسی قدر امام صاحب کے حاسدین اور مبغضین بھی ہیں اور وہ اپنی کم عقلی اور نادانی کی وجہ سے امام صاحب پر بے جا اعتراض کرتے ہیں۔ عربی کا مقولہ ہے

لَا یُرمیٰ شَجَرٌ اِلَّا ذُوْ ثَمرٍ

''پھل دار درخت کو ہی پتھر مارے جاتے ہیں''

ان بے جا اعتراضات پر مولانا سعید الحق جدون نے اپنے شیخ اور استاذ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب کے افادات کو یکجا کر کے ایک کتابچے کی شکل دی ہے اور اس کو ''امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کا علمی جائزہ'' کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس کتاب میں موصوف نے امام ابوحنیفہ کے مختصراً حالات زندگی اور کبار ائمہ فقہاء کے امام صاحب کی شان میں اقوال کو بھی پیش کیا ہے تاکہ حاسدین ومعترضین بے جا امام صاحب کی شخصیت کے متعلق اول فول نکالنے سے پہلے کبار ائمہ کا امام صاحب کے متعلق خراج عقیدت سامنے رکھیں۔ بہرحال مصنف کی مساعی کو اللہ تعالیٰ قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ (مبصر: مولوی اخلاق احمد)

☆☆☆

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان
27 فروری 2014ء
جمعرات بعد نماز مغرب
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب مجلسِ ذکر واصلاحی بیان ہوتا ہے
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

ادارہ

اخبار الاحرار

احرار کے یوم تاسیس کی تقریبات پرچم کشائی اور قائدین کا خطاب

لاہور (۲۹ ردسمبر) 1929ء میں قائم ہونے والی حریت پسند جماعت مجلس احرار اسلام کا 84 واں یوم تاسیس ملک بھر میں منایا گیا کئی شہروں میں احرار کے سرخ ہلالی پرچم کشائی کی تقاریب بھی منعقد ہوئیں، مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر نیومسلم ٹاؤن لاہور میں ''یوم تاسیس احرار'' کا اجتماع مرکزی نائب امیر ملک محمد یوسف کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، قاری محمد قاسم، محمد آصف، تحریک طلباء اسلام کے رہنما محمد قاسم چیمہ اور دیگر مقررین نے خطاب کیا، سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار اسلام کے اکابر نے برصغیر سے انگریزی سامراج کے انخلاء کے لیے جو تاریخ ساز کردار ادا کیا وہ تاریخ کا عظیم ورثہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ احرار نے غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر مظلوم عوام کو آزادی کا شعور بخشا۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکی سامراج نے پاکستان میں پنجے گاڑ رکھے ہیں اور حکومت قادیانیوں سمیت ہر دین دشمن تحریکوں کو پرموٹ کر رہی ہے، انہوں نے کہا کہ مجلس کا مقصد اللہ کی مخلوق پر اللہ کے نظام کا نفاذ ہے۔ میاں محمد اویس نے کہا کہ چناب نگر کے قومیائے گئے تعلیمی ادارے کسی صورت واپس نہ کیے جائیں ہم چناب نگر کو دوبارہ ربوہ نہیں بننے دینگے، ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جامع مسجد معاویہ جھنگ روڈ میں ''یوم تاسیس احرار'' کے اجتماع سے مرکزی نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آزادی کی تحریکوں میں مجلس احرار اسلام کے کردار کو ہمیشہ یاد رکھا جائیگا، مختلف مقامات پر منعقدہ یوم تاسیس احرار کے اجتماعات میں مختلف قراردادوں کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ (۱) چناب نگر سمیت ملک بھر میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عملدرآمد کرایا جائے۔ (۲) ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے (۳) قومیائے گئے تعلیمی ادارے قادیانیوں کو واپس نہ کیے جائیں۔ قادیانیوں کو اسلام کا ٹائٹل استعمال کرنے سے روکا جائے۔ حکمران ملکی سلامتی کو یقینی بنائیں اور امریکی جنگ سے باہر نکلنے کا اعلان کریں۔

چنیوٹ (۲۹ ردسمبر) مجلس احرار اسلام کا 84 واں یوم تاسیس احرار نہایت جوش وخروش کے ساتھ منایا گیا اس سلسلے میں ایک تقریب جامع مسجد مدنی میں بھی منعقد ہوئی جس میں مولانا محمد طیب چنیوٹی، مہر اظہر حسین ونیس، حافظ محمد بلال، صوفی محمد علی وغیرہ نے مختلف مقالہ جات پیش کیے، اس موقع پر تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ اللہ نے حضور ﷺ کی ختم نبوت کے صدقے ہمیں آج استقامت اور وجود عطا فرمایا ہے انہوں نے کہا کہ احرار ختم نبوت کی حفاظت کیلئے قربانیاں دیتے رہیں گے اور اس مشن کیلئے آج بھی ہماری جانیں، ہمارا مال ہماری اولاد سب کے

سب بھی کام آ جائیں تو پھر بھی ہم اپنے آپ کو سرخرو سمجھیں گے۔ مولانا نے کہا کہ ملک میں امریکی سامراج نے اب بھی پنجے گاڑ رکھے ہیں اور حکومت قادیانیوں سمیت دین دشمن تحریکوں کو پرموٹ کر رہی ہے مجلس احرار کا کردار تاریخ ساز ہے جو تاریخ کا عظیم ورثہ ہے انہوں نے کہا کہ آزادی کی تحریکوں میں مجلس احرار اسلام کے کردار کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

عبداللطیف خالد چیمہ کی زبان بندی

چیچہ وطنی (۷رجنوری) ڈی پی او ساہیوال نے تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کی ضلع ساہیوال کی حدود میں دو ماہ کے لیے زبان بندی کا حکم جاری کیا ہے، تھانہ سٹی چیچہ وطنی کے اہلکار نے گزشتہ روز خالد چیمہ سے زبان بندی کے آرڈر کی تعمیل کروائی، یہ امر قابل ذِکر بھی ہے اور مضحکہ خیز بھی کہ عبداللطیف خالد چیمہ کے والدِ گرامی حافظ عبدالرشید رحمہ اللہ (خلیفۂ مجاز حضرت خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ) جون ۲۰۰۷ء میں مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے تھے اور جنت البقیع میں مدفون ہیں کی زبان بندی کا آرڈر بھی ساتھ ہی آیا جس پر پولیس کو بتایا گیا کہ آپ کی انٹیلی جنس کا یہ حال ہے۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، حکیم حافظ محمد قاسم اور قاضی عبدالقدیر نے عبداللطیف خالد چیمہ کی زبان بندی کے حکم کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے ڈی پی او ساہیوال اور ہوم ڈیپارٹمنٹ سے کہا ہے کہ پر امن سرگرمیوں کی حامل شخصیت کی زبان بندی سراسر شرانگیزی ہے، جسے فوری طور پر واپس لیا جانا چاہیے، علاوہ ازیں ساہیوال ڈویژن کے دو سو سے زائد سرکردہ علماء کرام نے کہا ہے کہ خالد چیمہ ڈسٹرکٹ امن کمیٹی کے رکن ہیں ان کی زبان بندی یک طرفہ کارروائی ہے جس کی ہم مذمت کرتے ہیں۔ دریں اثناء ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن چیچہ وطنی نے اِس پابندی کو بنیادی انسانی وشہری حقوق کے منافی قرار دیتے ہوئے اِسے واپس لینے کا مطالبہ کیا ہے۔ مجلس احرارِ اسلام کے مقامی ترجمان حکیم حافظ محمد قاسم نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ جس ملک کی انٹیلی جنس کا یہ حال ہے کہ وہ 6 سال قبل مدینہ منورہ میں مدفون حافظ عبدالرشید رحمہ اللہ کی زبان بندی کا حکم جاری کر رہی ہے اُس کی معلومات پر اُسے ایوارڈ سے نوازنا چاہیے۔

چناب نگر میں قادیانیوں کے خفیہ مراکز کا آپریشن کیا جائے (عبداللطیف خالد چیمہ)

چنیوٹ (۱۶رجنوری) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِ قادیانیت کے لیے چناب نگر میں ہمارا پر امن کام جاری رہے گا، ختم نبوت کانفرنس کے اختتام پر پریس کانفرنس میں انہوں نے کہا کہ ۱۲ربیع الاوّل کی ختم نبوت کانفرنس اور بعدازاں دعوتی جلوس نے ثابت کر دیا ہے کہ ہم پر امن طور پر تحریک ختم نبوت کو آگے بڑھا رہے ہیں، فتنہ وفساد قادیانیوں کا وطیرہ ہے ہمارا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ چناب نگر (ربوہ) پر قادیانی تسلط ختم کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے ہماری آئینی جدوجہد کا راستہ نہیں روکا جا سکتا، انہوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ چناب نگر کے قادیانی خفیہ مراکز کا سرچ اپریشن کیا جائے اور حکومتی رٹ قائم کی جائے۔ انہوں نے بتایا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے دس ہزار شہداء کی یاد میں مارچ میں ملک بھر میں ''شہداء ختم نبوت کانفرنسیں'' منعقد کی جائیں گی خطیب جامع مسجد احرار چناب نگر مولانا محمد مغیرہ نے کانفرنس کے مندوبین، مذہبی رہنماؤں، معاونین اور

صحافیوں کا شکریہ ادا کیا اور امید ظاہر کی کہ یہ تعاون جاری رہے گا، علاوہ ازیں عبداللطیف خالد چیمہ نے قومی اخبارات کے ایڈیٹرز کے نام اپنے خط میں ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی بھرپور کوریج پر ان کا شکریہ ادا کیا ہے، دریں اثناء مجلس احرارِ اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے اس قسم کی خبروں پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے کہ لاہور ہائی کورٹ میں کسی قادیانی جج کو تعینات کیا جارہا ہے، اِن رہنماؤں نے کہا کہ کسی قادیانی جج کی تعیناتی مسلمانوں میں تشویش کا باعث بنے گی اور اِسے کسی صورت بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے صوبائی حکومت سے یہ مطالبہ بھی کیا کہ قومیائے گئے تعلیمی ادارے کسی صورت بھی قادیانیوں کو واپس نہ کیے جائیں اور حکومت پنجاب اس ابہام کو خود دور کرے۔

چھتیسویں سالانہ ختمِ نبوّت کانفرنس چناب نگر (رُوداد: مولانا کریم اللہ)

مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چناب نگر کی مرکزی جامع مسجد احرار میں سالانہ ''ختم نبوت کانفرنس'' 12 / ربیع الاوّل 1435ھ (14 / جنوری 2014ء) بروز منگل منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے اختتام پر حسبِ سابق فقید المثال جلوس نکالا گیا اور قادیانیوں کو دعوت اسلام کا فریضہ بھی دہرایا گیا قبل ازیں احرار کے پرچم کی تقریب پرچم کشائی ہوئی۔ قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر خواجہ عزیز احمد نے آخری نشستوں کی صدارت کی۔ جبکہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر احمد علی سراج، جمعیت علماء اسلام پاکستان (س) کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی، ممتاز اہلحدیث رہنما سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی نائب امیر قاری شبیر احمد عثمانی، جامعہ امدادیہ اسلامیہ (فیصل آباد) کے نائب مہتمم مفتی محمد زاہد، مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امراء پروفیسر خالد شبیر احمد اور سید محمد کفیل بخاری، متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے کنوینئر عبداللطیف خالد چیمہ، مجلس احرار اسلام کے ناظم تبلیغ مولانا محمد مغیرہ، حافظ محمد عابد مسعود، مولانا تنویر الحسن، قاری محمد قاسم، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا ضیاء الدین آزاد، ماہنامہ ملیّہ فیصل آباد کے مدیر مولانا حماد الرحمٰن لدھیانوی، تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے امیر مولانا عبدالوحید قاسمی، جمعیت علماء اسلام پاکستان کے رہنما مولانا عبدالخالق ہزاروی، ممتاز صحافی سیف اللہ خالد، مولانا سلطان محمود ضیاء اور دیگر رہنماؤں اور ممتاز شخصیات نے شرکت وخطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ عشق رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بنیادی تقاضا ہے کہ ہم منکرین ختم نبوت اور قادیانیوں کی دین ووطن دشمن ریشہ دوانیوں کو بے نقاب کرنے کے لیے کمربستہ ہو جائیں اور دنیا میں اسلام کا پھریرا لہرانے کے عزم سے اُٹھ کھڑے ہوں۔ قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ مرزا قادیانی نے اسلامی تعلیمات کو مسخ کر کے خود نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا یہ ایسا ہی دعویٰ ہے جیسا مسیلمہ کذاب نے کیا، اس فتنۂ ارتداد کا اصل حل وعلاج وہی ہے جو خلیفۂ بلافصل سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا۔ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر احمد علی سراج نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ہمیں تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کھڑا کیا اور ایسا کھڑا کیا کہ رہتی دنیا تک یہ کام جاری رہے گا تحفظ ختم نبوت کے مورچے پر جتنے لوگ اور جماعتیں کام کر رہی ہیں یہ

سب اکابر احرار اور مجلس احرار کا صدقہ جاریہ ہے، جمعیت علماء اسلام پاکستان (س) کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی نے کہا کہ قادیان کی طرح پاکستان میں قادیانی مرکز ربوہ میں احرار نے تحفظ ختم نبوت کا مورچہ قائم کر کے امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا ہے، انہوں نے کہا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ شہنشاہِ مطلق ہیں اسی طرح حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم رسول مطلق ہیں، انہوں نے کہا کہ علماء کرام کی شہادتوں اور دہشت گردی کے پیچھے قادیانی سازشیں موجود ہیں لیکن قادیانیوں پر چیک نہیں رکھا جارہا۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت کے نام پر طاغوت ہم پر حکمرانی کر رہا ہے ظلم اور نظام جبر ختم ہو کر رہے گا اور آخر کار اسلام کی حکمرانی دنیا پر ایک بار قائم ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ تاریکی اور جبر مٹ جانے کے لیے ہے پوری دنیا میں مجاہدین اسلام کی قربانیوں کے نتیجے میں انصاف کی حکومت۔ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے لیے زمین تیار ہو چکی ہے۔ علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ ختم نبوت کے محاذ پر دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث ایک تھے ایک ہیں اور ایک رہیں گے، انہوں نے کہا کہ فرقہ واریت اور اختلافات کو ہوا دینے والے اسلام اور پاکستان کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ مجلس احرار اسلام حکومت الہیہ کے قیام اور تحفظ ختم نبوت جیسے اہم مشن کی علمبردار ہے، انہوں نے کہا کہ قادیانی آئین پاکستان کو تسلیم نہیں کرتے تو پھر وہ شہری حقوق کے کس طرح حق دار ہیں؟۔ مولانا مفتی محمد حسن (لاہور) نے کہا کہ یہ فتنوں کا دور ہے قادیانی فتنے اور دیگر فتنوں کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ نوجوان اکابر اسلاف سے تعلق کو جوڑیں اور تحفظ ختم نبوت کے کام سے اپنے ذہنوں کی آبیاری کریں۔ مفتی محمد زاہد (فیصل آباد) نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا آغاز جناب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دورِ مبارک میں ہی ہو گیا تھا کیونکہ انکارِ ختم نبوت پر مبنی فتنوں نے دورِ اوّل میں ہی سر اٹھایا تھا پھر تحریک ختم نبوت کے اوّلین بانی سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے فتنے کا قلع قمع کر کے رکھ دیا، انہوں نے کہا کہ محدث العصر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے وقت کے علماء کو اس کام پر لگایا، ہمارا کام دعوت دینا ہے نئی نسل کو قادیانی مکر وفریب سے آگاہ کرنے کا فریضہ ہماری ذمہ داری ہے اور یہ ذمہ داری ان شاء اللہ ہم ادا کرتے رہیں گے۔ مولانا حماد الرحمٰن لدھیانوی نے کہا کہ برصغیر کے اس خطرناک فتنے کا تعاقب وتدارک علماء لدھیانہ اور مجلس احرار اسلام نے جس جوانمردی سے کیا وہ ہماری تابناک تاریخ کا حصہ ہے۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اور اکابر احرار کا مشن جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔ قاری شبیر احمد عثمانی نے کہا کہ مرکزی صوبائی حکومتیں قادیانیوں کی پشت پناہی ختم کر دیں انہوں نے کہا کہ ربوہ میں دہشتگردی کے ٹریننگ سنٹر کام کر رہے ہیں کھوج لگانا حکومت کا کام ہے۔ حافظ محمد عابد مسعود نے کہا کہ قادیان سے ربوہ تک احرار کے پلیٹ فارم سے تحفظ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کی پوری تاریخ ہے یہی تاریخ مجلس احرار کا جھومر ہے، ہم اپنا تاریخی کردار جاری وساری رکھیں گے۔ تحریک طلباء اسلام کے رہنما محمد قاسم چیمہ، طلحہ شبیر اور غلام مصطفیٰ نے کہا کہ نوجوان نسل تعلیمی اداروں میں اپنے ایمان وعقیدے کو بچانے کے لیے انتھک کوشش کر رہی ہے جبکہ کچھ لابیاں تعلیمی اداروں کو کفر والحاد کی نرسریاں بنانا چاہتی ہیں انہوں نے کہا کہ اس نظریاتی کشمکش میں تحریک طلباء اسلام اپنا فعال کردار ادا کر رہی ہے اور عنقریب لاہور میں طلباء کنونشن بلایا

جائے گا۔ کانفرنس سے حافظ محمد اکرم احرار (میلسی)، قاری محمد قاسم (لاہور)، محمد اسلم رحیمی، قاری عبید الرحمٰن زاہد (ٹوبہ ٹیک سنگھ)، مولانا محمد فاروق نقشبندی (سرگودھا)، صوفی عبدالغفار (ملتان)، ڈاکٹر عبدالرؤف بھٹہ (جتوئی) اور دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا بعد ازاں ہزاروں فرزندان اسلام، مجاہدین ختم نبوت اور سرخ پوشان احرار کا فقید المثال جلوس مسجد احرار (ڈگری کالج) سے شروع ہوا، جس کی قیادت قائد احرار ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس، مولانا محمد مغیرہ، قاری محمد یوسف احرار، ملک محمد یوسف، صوفی غلام رسول نیازی، ڈاکٹر عمر فاروق اور دیگر رہنما کر رہے تھے درودِ پاک اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جب جلوس روانہ ہوا تو فضا نعرۂ تکبیر، ختم نبوت، شہداء ختم نبوت، فرما گئے یہ ہادی۔ لا نبی بعدی، محمد ﷺ ہمارے۔ بڑی شان والے جیسے نعرے لگاتا ہوا نہایت پرامن طور پر آگے بڑھا تو اقصیٰ چوک میں حافظ محمد عابد مسعود اور مولوی سید عطاء المنان بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں چودہ سو سال سے امت کا موروثی عقیدہ ہے کہ آقائے نامدار ﷺ آخری نبی ہیں جبکہ قادیانی، مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں اور سہارا مہدی اور مجدد کا لیتے ہیں۔ شان وشوکت کے ساتھ جلوس اقصیٰ چوک سے سخت سیکورٹی میں روانہ ہو کر جب قادیانی مرکز ''ایوان محمود'' کے سامنے پہنچا تو بہت بڑے جلسۂ عام کی شکل اختیار کر گیا جہاں پرشکوہ انداز میں خطاب کرتے ہوئے قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ قادیانیو! ہم آپ کو سیدھا راستہ دکھانے کے لیے آئے ہیں آپ راستہ بھول چکے ہیں آپ رحمت کے راستے پر آجائیں، اللہ فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ کی اتباع کرو، انہوں نے کہا کہ ہم قادیانیوں سے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، پیدا نہیں ہوں گے، انہوں نے کہا کہ حکومت، ربوہ کا حقیقی آپریشن کرے قوم کو سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ جھوٹی ایف آئی آرز کے ذریعے قادیانی بیرون ممالک پاکستان کو بدنام کر رہے ہیں اور سیاسی اسائلم کے لئے ڈھونگ رچایا جا رہا ہے، انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ کیخلاف اسرائیل اور ربوہ میں مشترکہ سازشیں تیار ہوتی ہیں، ربوہ میں ناجائز اسلحے کے ڈپو موجود ہیں اور امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے مرکزی اور صوبائی حکومت اور سرکاری مشنری کے لیے لمحۂ فکریہ ہے ایسا رہا تو کشیدگی بڑھے گی۔ سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم اسلام کا دعوتی پیغام لیکر ربوہ آئے ہیں عقیدۂ ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کرنے والے طبقے کے دھوکے کو عیاں کرنا ہمارا مقصد زندگی ہے، انہوں نے کہا کہ ہم کسی کو کافر بناتے نہیں بلکہ کافر کا کفر بتاتے ہیں جبکہ قادیانی اسلام اور مسلمانوں کا عنوان استعمال کر کے دنیا کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مولانا محمد مغیرہ (خطیب جامع مسجد احرار چناب نگر) نے کہا کہ ہم یہاں گالی دینے نہیں آئے بلکہ گالیاں دینے والوں کو رحمت کی دعا دینے آئے ہیں کہ اللہ ان کو ہدایت نصیب فرمائے۔ انہوں نے جلوس کے موقع پر انتظامیہ کر طرف سے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ جلوس پرامن طور پر ربوہ اڈا کی طرف روانہ ہوا جہاں سید محمد کفیل بخاری کی دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا یہ امر قابل ذکر ہے کہ ملک کے چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر سے لوگوں نے قافلوں کی شکل میں شرکت کی اور چناب نگر کی فضا ختم نبوت زندہ باد سے مسلسل گونجتی رہی۔

قراردادیں

مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام چناب نگر میں منعقد ہونے والی عظیم الشان ''چھتیسویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس'' میں منظور کی جانے والی قراردادیں مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے پریس کو جاری کی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ

☆ پاکستان کی سالمیت اور خودمختاری، حکومتی پالیسیوں کے باعث خطرات وخدشات سے دوچار ہوچکی ہیں ☆ پاکستان کی داخلی حدود میں ڈرون حملوں کے تسلسل نے بین الاقوامی سرحدوں کا تقدس پامال کر دیا ہے۔ ☆ ملک کی اسلامی نظریاتی حیثیت کے گرد شکوک وشبہات کا جال بچھادیا گیا ہے ☆ بے روزگاری، مہنگائی اور لوڈشیڈنگ نے عوام کی زندگی اجیرن کردی ہے ☆ میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ بے حیائی اور عریانی کو فروغ دے کر اسلامی ثقافت کے اثرات کو مٹانے کی کوشش کی جارہی ہے ☆ حکومتی دوغلی پالیسی کے باعث قادیانیوں، گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ملحدین کی سرگرمیوں میں اضافہ ہورہا ہے ☆ دستور پاکستان کی اسلامی دفعات، تحفظ ختم نبوت کے دستوری قانونی فیصلوں کے خلاف سازشوں کا سلسلہ آگے بڑھتا نظر آرہا ہے۔ ☆ دینی مدارس پر جابجا چھاپوں کے ذریعہ اسلام کی تعلیم حاصل کرنے والوں کو خوف وہراس کا نشانہ بنایا جارہا ہے ☆ نصاب ونظام تعلیم سے اسلامی حصوں کو خارج کرنے کے لیے بتدریج اقدامات کیے جارہے ہیں جس کے نتیجے میں نئی نسل کا بحیثیت مسلمان تشخص مجروح ہورہا ہے یہ اجتماع سمجھتا ہے کہ یہ صورتحال پاکستان کے اسلامی تشخص اور دستور کی اسلامی دفعات کو نظر انداز کرنے اور ملکی معاملات میں غیر ملکی مداخلت کا راستہ دینے اور مغربی آقاؤں کی ہر خواہش کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کی مذموم حکومتی روش کا منطقی نتیجہ ہے اور حالات کی اصلاح کی اس کے سوا کوئی صورت ممکن نہیں کہ اس پالیسی پر نظر ثانی کی جائے اور ملک کے اسلامی تشخص اور قومی خودمختاری کی بحالی کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں۔ ☆ یہ اجتماع ملک کی تمام دینی وسیاسی قوتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ پاکستان کی نظریاتی حیثیت، قومی خودمختاری کے تحفظ اور عوامی مشکلات ومسائل کے حل کے لیے مشترکہ طور پر سنجیدہ محنت کا اہتمام کریں۔ ☆ ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع ملک کے اندر قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سازشوں اور ریشہ دوانیوں پر شدید احتجاج کرتا ہے اور ملک کے اندر سیاسی ابتری میں قادیانیوں کی سازشوں کو ایک بنیادی کردار قرار دیتا ہے۔ ☆ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ فوج اور سول کے کلیدی عہدوں پر مسلط قادیانیوں کو برطرف کیا جائے اور بیرون ممالک سفارت خانوں سے بھی قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ ☆ توہین رسالت کے مرتکبین کو سزائے موت دی جائے ۔ ☆ مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ ☆ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔ ☆ امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ 1984ء پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے۔ ☆ ملک میں بدامنی اور قتل وغارت پر قابو پایا جائے۔ ☆ داخلی اور خارجی محاذ پر ملک کی نظریاتی اساس کے مطابق پاکستان کے امیج کو حقیقی معنوں میں اجاگر کیا جائے۔ ☆ امریکہ نواز پالیسی ترک کر کے خودمختاری اور قومی وقار کو بحال کیا جائے۔ ☆ روزنامہ ''الفضل'' سمیت تمام قادیانی رسائل وجرائد پر پابندی عائد کی جائے۔ ☆ نصاب تعلیم میں عقیدۂ ختم نبوت اور شان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق تفصیلی مواد شامل کیا جائے۔ ☆ اسلامی نظریاتی کونسل کی

سفارشات پر عمل درآمد کرایا جائے۔☆ قادیانیوں کو کلمہ طیبہ اور شعائر اسلامی کے استعمال سے قانوناً روکا جائے۔☆ قادیانی عبادت گاہوں کی مساجد سے مشابہت ختم کرائی جائے۔☆ یہ اجتماع چناب نگر میں قادیانی تسلط پر تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ مسلمانوں کو چناب نگر میں آزادانہ نقل وحرکت اور کاروبار کے لیے قانونی تحفظ فراہم کیا جائے نیز چناب نگر میں قادیانی لیز ختم کر کے رہائشیوں کو مالکانہ حقوق دیے جائیں۔☆ حکومت پاکستان مظلوم فلسطینیوں اور کشمیریوں کی ہر فورم پر حمایت کرے اور تمام اسلامی ممالک کو مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے آواز بلند کرنے کے لیے آمادہ ومنظم کرے☆ اقوام متحدہ تمام انبیاء کرام کی توہین کے خلاف بین الاقوامی سطح پر مؤثر قوانین وضع کرے اور قادیانیوں کو اسلام کا ٹائٹل استعمال کرنے سے روکنے کے لیے اقدامات کرے۔ اور او۔ آئی۔ سی اس سلسلہ میں متحرک کردار ادا کرے۔ ☆ چناب نگر سمیت ملک بھر میں قادیانی اداروں سے وابستہ حضرات کا مکمل ریکارڈ چیک کیا جائے۔☆ قادیانی اوقاف کو سرکاری تحویل میں لیا جائے۔☆ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کیا جائے۔☆ چناب نگر میں سکیورٹی کے نام پر بنائی جانے والی غیر قانونی چوکیوں کو ختم کیا جائے اور سکیورٹی کا انتظام پولیس اپنے کنٹرول میں لے۔☆ چناب نگر میں پولیس چوکی کی باؤنڈری وال بنا کر اسے مستقل کیا جائے۔☆ غازی ممتاز قادری کو رہا کیا جائے۔☆ ہم برما کے مسلمانوں کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتے ہوئے اقوام متحدہ سے اپیل کرتے ہیں کہ برما کے مسلمانوں پر بدھسٹوں کے ظلم وستم کا نوٹس لیا جائے۔☆ مدارس دینیہ میں غیر قانونی چھاپوں پہ بھرپور مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مدارس کے حوالے سے اپنا رویہ درست کرے۔☆ ملک بھر میں علماء طلباء کی مظلومانہ شہادت لمحۂ فکریہ ہے اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔☆ کانفرنس میں چنیوٹ راور ملک کے بعض دیگر حصوں میں توہین صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلخراش واقعات کی پرزور مذمت کی گئی اور مرتکبین کے خلاف فوری کاروائی کا مطالبہ کیا گیا۔☆ کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ سانحۂ تعلیم القرآن راولپنڈی ،اہلسنت والجماعت پنجاب کے صدر مولانا شمس الرحمٰن معاویہ اور دیگر شہداء ناموس صحابہ کے قاتلوں کو بلا تاخیر گرفتار کر کے قانون کے مطابق سزا دی جائے۔ کانفرنس میں'' تحریک انسداد سود'' کے ساتھ مکمل ہم آہنگی ویکجہتی کا اظہار کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ سودی سسٹم کو ختم کیا جائے اور قرضے کے نام پر سود کو حلال قرار نہ دیا جائے۔

''سالانہ ختم نبوت کانفرنس'' چناب نگر کی جھلکیاں

☆ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے زیر اہتمام سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے شرکا، آغاز سے ایک دن قبل ہی چناب نگر پہنچنا شروع ہو گئے۔☆ سالانہ کانفرنس قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی سرپرستی اور احرار کے مرکزی رہنما عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس، مولانا محمد مغیرہ، حافظ محمد عابد مسعود اور جناب خاور بٹ کی نگرانی میں منعقد ہوئی۔

☆ گاڑیوں کی صورت میں پہنچنے والے قافلوں کے شرکاء نے احرار کی مخصوص وردی، سرخ قمیص اور سفید شلوار زیب تن کر رکھی تھی۔☆ چنیوٹ اور چناب نگر میں جگہ جگہ پر تحریک ختم نبوت کے مطالبات پر مشتمل دیدہ زیب بینرز بھی آویزاں تھے۔

☆ چناب نگر میں داخل ہونے والے مین راستے (سرگودھا روڈ) پر مرکزی استقبالیہ کیمپ قائم تھا جہاں پر قافلوں کا استقبال

کر کے اجتماع گاہ جانے تک رہنمائی کی جاتی تھی۔

☆ کانفرنس کے مقررین نے اپنی تقریر میں عقیدۂ ختمِ نبوت کی بنیادی اہمیت اور منصبِ نبوت کی عظمت پر سیر حاصل گفتگو کی اور قادیانی اعتراضات کے جوابات بھی دیئے چناب نگر میں دعوتی بینرز اور اقصیٰ چوک پر لگے احرار کے پرچم روح پرور منظر پیش کر رہے تھے۔

☆ اندرون اور بیرونِ ملک بھی منکرینِ ختمِ نبوت کی قابلِ اعتراض سرگرمیوں سے سامعین کو مطلع کیا گیا اور اُن کی ''بعض آف دی ریکارڈ'' حالیہ سازشوں کی بھی جزوی نشاندہی کی گئی۔

☆ مجلس احرارِ اسلام کے قادیان میں فاتحانہ داخلے 1934ء سے مسجد احرار چناب نگر کی بنیاد اُٹھانے 1976ء تک تاریخ کو بار بار مقررین نے تقاریر میں دہرایا۔

☆ اس اجتماع میں مختلف دینی وسیاسی مکاتب فکر کے علماودانشوروں کے ایک سٹیج پر موجود ہونے سے باہمی اتحادویگانگت کے کئی رنگارنگ مناظر بھی دیکھنے میں آئے اور علما اتحاد کے فلک شگاف نعرے لگتے رہے۔

☆ ۱۲ربیع الاول کو ظہر کی نماز کے بعد ہزاروں سرخ پوشان احرار کارکنوں نے قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی قیادت میں فقید المثال جلوس نکالا جو کہ روائتی جلوسوں کے برعکس انتہائی منظّم اور پرامن تھا۔

☆ جلوس کے دوران مقررین نے جب قادیانیوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو شدتِ احساس سے سامعین کی آنکھیں نم ہوگئیں۔

☆ جلوس کے شرکا نعرہ تکبیر، عقیدۂ ختمِ نبوت زندہ باد، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے۔ بڑی شان والے، فرما گئے یہ ہادی۔ لانبی بعدی، مجلس احرارِ اسلام زندہ باد وغیرہ جیسے نعرے لگاتے رہے۔

☆ اسلام آباد، راولپنڈی کے علمائے کرام اور صحافیوں کے بڑے وفد نے ممتاز صحافی سیف اللہ خالد کی سربراہی میں کانفرنس اور جلوس میں شرکت کی۔

☆ کانفرنس www.messagetv.tv,www.ahrar.org.pk پر براہِ راست پوری دنیا میں نشر کی گئی عبدالمتین اور ان کے متعدد معاونین نے میڈیا سیکشن سنبھالے رکھا جبکہ پریس کوریج کے لیے مقامی صحافیوں کو بروقت کارروائی ملتی رہی۔

☆ باہر سے آنے والے قافلے پنڈال کے قریب پہنچتے تو فضا نعروں سے گونج اُٹھتی۔

☆ پنڈال سے باہر متعدد بک سٹال موجود تھے جن پر دینی کتب خصوصاً ختمِ نبوت کے حوالے سے لٹریچر دستیاب تھا۔

☆ ہر تھوڑی دیر بعد احرار رہنما پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس باہم مشورے کرتے اور انتظامات کے حوالے سے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری کو آگاہی دیتے رہے۔

☆ دورانِ جلوس میاں محمد اویس، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، اشرف علی احرار، مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، مولانا تنویر الحسن، مولوی سید عطاء المنان بخاری، حافظ محمد عابد مسعود، مولانا محمد اکمل، محمد آصف اور کئی دیگر حضرات جلوس پر نگاہ رکھے ہوئے تھے اور

اپنے نائبین کو خصوصی ہدایات دیتے رہے۔

☆ احرار کی قدیم روایات کے مطابق مختلف جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں نے کانفرنس میں شرکت کی۔

☆ سٹیج کی کارروائی میں عبداللطیف خالد چیمہ کی معاونت مولانا تنویرالحسن نے کی، جبکہ بھائی کریم اللہ تقاریر کے نوٹس لے کر میڈیا سیکشن تک پہنچاتے رہے۔

☆ کانفرنس کے پنڈال سے باہر استقبالیہ کیمپ، بخاری اکیڈمی اور مکتبہ معاویہ کا کتابوں کا سٹال اور تلہ گنگ کے کارکنوں نے ''فہم ختم نبوت کورس'' کیمپ لگایا ہوا تھا جس میں کرنٹ داخلے ہوتے رہے جبکہ تحریک طلبا اسلام کے کارکنوں نے بھی اپنا کیمپ برائے رکنیت سازی لگا رکھا تھا جس میں دینی مدارس اور عصری اداروں کے طلبا نے رکنیت فارم پر کیے۔

☆ چنیوٹ اور چناب نگر میں کانفرنس کے لیے دیدہ زیب فلیکس اور خوبصورت بینرز لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔

☆ ظہر کی نماز مولانا خواجہ عزیز احمد نے پڑھائی جبکہ پنڈال میں نماز کے وقت جگہ تنگ پڑ گئی۔

آزاد کشمیر اسمبلی، قراردادِ ختم نبوت پر قانون سازی کرے (ڈاکٹر محمد عمر فاروق)

لاہور (۲۱؍جنوری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی جنرل سیکرٹری ڈاکٹر محمد عمر فاروق نے کہا ہے کہ آزاد کشمیر اسمبلی کی منظور کردہ قراردادِ ختم نبوت پر چالیس سال گزرنے کے باوجود قانون سازی نہ ہونا انتہائی تشویشناک امر ہے۔ انہوں نے کہا کہ آزاد کشمیر اسمبلی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے 29؍اپریل 1973 میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تھا اور اسی تاریخی فیصلے کی روشنی میں ایک سال چار ماہ بعد پاکستان کی قومی اسمبلی نے بھی قادیانیوں کی مستقل آئینی حیثیت کا تعین کیا تھا۔ احرار رہنما نے کہا کہ قادیانی لابی کے دباؤ کے باعث آزاد کشمیر اسمبلی کی یہ قرارداد آج تک کشمیر کے آئین کا حصہ نہیں بن سکی۔ جس کے نتیجے میں قادیانی کشمیر میں بغیر کسی روک ٹوک کے اسلامی شعائر کا کھلم کھلا مذاق اڑانے میں مصروف ہیں اور قانون سازی نہ ہونے کی وجہ سے قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ قادیانیوں کی ان ارتدادی سرگرمیوں کی وجہ سے آزاد کشمیر کے دینی حلقوں میں شدید دینی اضطراب دیکھنے میں آرہا ہے۔ ڈاکٹر محمد عمر فاروق نے کہا کہ آزاد کشمیر کے دینی حلقوں کو خدشہ ہے کہ قادیانیوں نے منظور شدہ قراردادِ ختم نبوت اسمبلی کے ریکارڈ سے ہی غائب کرادی ہے۔ تاکہ آئین میں قادیانیوں کی غیر مسلم اقلیتی حیثیت کا تعین نہ ہوسکے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت آزاد کشمیر اس مسئلے کی نزاکت اور سنگینی کا احساس کرتے ہوئے قراردادِ ختم نبوت کو آئین کا حصہ بنانے کے لیے فوراً مطلوبہ قانون سازی کرے اور اپریل 1973ء کے اسمبلی کے ریکارڈ کو اوپن کر کے اس کی اشاعت کا بندوبست کرے۔ تاکہ قادیانی مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ زنی نہ کرسکیں اور کشمیری عوام ان کی اصلیت سے واقف ہوسکیں۔

جناب عبداللطیف خالد چیمہ (سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام) کی تنظیمی مصروفیات

لاہور (رپورٹ: قاری محمد قاسم) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ ۲۴؍جنوری کو تین روزہ دورے پر لاہور پہنچے اور جناب ملک محمد یوسف اور جناب محمد زبیر کی دعوت پر مسجد حنفیہ مسلم سٹریٹ، رحمٰن گلی (رام گلی) میں

تحفظ ختم نبوت اور رَدِ قادیانیت کے حوالے سے نماز جمعۃ المبارک سے قبل خطاب کیا وہ ہر چند ماہ بعد مسجد حنفیہ میں سلسلہ وار بیان کرتے ہیں، یہ علاقہ قادیانی آبادی اور سرگرمیوں کے اعتبار سے مشہور ہے، آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی اِسی علاقے میں جہنم رسید ہُوا تھا، جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور حافظ محمد سلیم شاہ کے ہمراہ شام کو دفتر پہنچے اور لاہور کے جماعتی امور میں میاں محمد اویس اور دیگر ساتھیوں سے مشاورت ہوئی، مختلف احباب رات کو ملاقات کے لیے آتے رہے۔ ۲۵ر جنوری کو راقم الحروف کے ساتھ شہر کے مختلف جماعتی احباب و معاونین سے ملاقاتیں کیں جبکہ بعد نماز ظہر جناب میاں محمد اویس کی رہائش گاہ پر خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ العالی کے اعزاز میں منعقدہ ظہرانے میں شرکت کی بعدازاں دفتر مرکز یہ میں مصروف رہے۔ ۲۶ر جنوری کو مولانا شمس الرحمٰن شہید کے برادران سعید الرحمٰن اور عبید الرحمٰن سمیت متعدد حضرات ملاقات کے لیے دفتر تشریف لائے جبکہ بعد نماز مغرب لاہور جماعت کے اجلاس میں مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شرکت و خطاب کیا، بعد میں سنیئر صحافی اسرار بخاری نے ہفت روزہ ''ندائے ملت'' لاہور کے لیے ان سے انٹرویو کیا۔ ۲۷ر فروری کو وہ چیچہ وطنی روانہ ہوگئے۔ ۳۱ر جنوری کو سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ اور میاں محمد اویس نے چناب نگر میں تنظیمی امور پر مشاورت کی مارچ میں ملک گیر سطح پر 1953ء کے شہداء کی یاد میں ہونے والی ''ختم نبوت کانفرنسوں'' کا مجوزہ خاکہ تیار کیا، جبکہ بعد نماز جمعۃ المبارک چناب نگر / چنیوٹ کے ساتھیوں جنھوں نے ۱۲ر ربیع الاوّل کی کانفرنس میں جانفشانی سے کام کیا، کے اجلاس سے خطاب کیا اور تمام کارکنوں کی کارکردگی کو سراہا۔

سید محمد کفیل بخاری (مرکزی نائب امیر مجلس احرار اسلام) کے تنظیمی اسفار

۴ر جنوری، سیالکوٹ میں احرار کارکنوں سے ملاقات اور ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت کی دعوت اور انتظامات کا جائزہ۔ اجلاس میں امجد حسین، قاری عبدالصبور، محمد ادریس عمر، محمد معاویہ خالد اور دیگر کارکنوں نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں ختم نبوت یوتھ فورس کے سید محبوب گیلانی اور ان کے ہمراہ آنے والے شرکاء وفد نے بھی ملاقات کی۔

۵ر جنوری کو دفتر احرار لاہور میں درس قرآن دیا۔ ۹، ۱۰، ۱۱ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ تین روز چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس ک انتظامات کے سلسلہ میں قیام کیا۔ جناب میاں محمد اویس اور مولانا محمد مغیرہ سے مسلسل مشاورت رہی۔

۱۱ر ربیع الاول کو بعد نماز مغرب مرکز الشیخ زکریا فیصل آباد میں مولانا اسعد محمود مکی مدظلہٗ دعوت پر ختم نبوت کانفرنس سے خطاب اور چناب نگر کانفرنس میں شرکت کی دعوت۔

۱۸ سے ۲۰ جنوری تین روزہ دورے پر کراچی میں قیام۔ مدرسہ عائشہ صدیقہ میٹروول میں مفتی عطاء الرحمٰن (امیر احرار سندھ) کی دعوت پر ہفت روزہ اصلاحی نشست میں طلباء و طالبات سے خطاب۔ دفتر احرار کراچی میں منعقدہ کارکنان کے اجلاس سے خطاب، مفتی عطاء الرحمٰن، مولانا احتشام الحق، قاری علی شیر، شفیع الرحمٰن احرار اور مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی کے علاوہ دیگر کارکنان بھی موجود تھے۔ بعدازاں روزنامہ اسلام کے شعبہ ادارت کے ذمہ داران جناب خالد عمران اور مولانا محمد احمد حافظ بھی ملاقات کے لیے تشریف لائے۔

مسافرانِ آخرت

- مجلس احرار اسلام قصور کے سرپرست مولانا محمد طفیل رشیدی کے برادرِ اصغر جناب عبدالستار صاحب مرحوم (سندھ) انتقال: ۱۷/نومبر ۲۰۱۳
- بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم ملتان کے ناظم جام ریاض احمد کے دو ماموں زاد اور ایک بھانجا تینوں اکٹھے ۲۹ دسمبر ۲۰۱۳ کو ٹریفک حادثہ میں انتقال کر گئے۔
- **محمد جمال ناصر مرحوم:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان کے اکاؤنٹنٹ۔ (انتقال: ۲۵/صفر ۱۴۳۵ھ، ۲۹/دسمبر ۲۰۱۳ء) ناصر مرحوم، ڈاکٹر دین محمد فریدی کے فرزند اور مبلغ ختم نبوت مولانا محمد علی صدیقی کے بھائی تھے۔
- **حاجی غلام رسول مرحوم:** مجلس احرار اسلام بڑی بستی ارائیں، جتوئی کے صدر ڈاکٹر ریاض احمد کے والد ماجد۔ انتقال: ۴/جنوری ۲۰۱۴ء
- **جام عبدالحکیم چوہان مرحوم:** بستی اسلام آباد رحیم یار خان، مجلس احرار اسلام کے قدیم کارکن، انتقال: ۸/جنوری ۲۰۱۴ء
- اہلیہ مرحومہ محمد ناصر بٹالوی ملتان۔ انتقال: ۶/جنوری ۲۰۱۴ء
- مجلس احرار اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کے قدیم مخلص کارکن حافظ محمد نواز صاحب کی اہلیہ مرحومہ، انتقال: ۱۴/جنوری ۲۰۱۴ء مطابق ۱۲/ربیع الاول ۱۴۳۵ھ
- **حاجی عبدالکریم مرحوم:** حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت عقیدت مند اور ہمارے کرم فرما بھائی محمد جاوید (خواجہ کالونی ملتان) کے والد ماجد حاجی عبدالکریم مرحوم۔ انتقال: ۱۹/جنوری ۲۰۱۴ء
- **میاں عبدالغنی نقش بندی مرحوم:** اسیر تحریک تحفظ ختم نبوت، رفیق امیر شریعت، میاں عبدالمجید نقشبندی رحمہ اللہ (جلال پور پیروالہ) کے فرزند اور عبدالرحمٰن جامی نقشبندی کے ماموں۔ انتقال: ۲۱/جنوری ۲۰۱۴ء
- **جناب بشیر احمد مرحوم:** ممتاز محقق جناب بشیر احمد ۴، ۵/جنوری ۲۰۱۴ء کی درمیانی شب راولپنڈی میں انتقال کر گئے۔
- قاری عبدالغفور مظفر گڑھی (رکن مجلس احرار اسلام کراچی) کی والدہ مرحومہ۔ انتقال: ۲۶/دسمبر ۲۰۱۳ء

قارئین سے درخواست ہے کہ ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائیں آمین (ادارہ)

دعائے صحت

- حافظ عبدالرحیم نیاز (رحیم یار خان) رکن مرکزی مجلس شوریٰ مجلس احرار اسلام پاکستان

- جناب سردار عزیز الرحمٰن سنجرانی: مجلس احرارِ اسلام ضلع ملتان کے سابق ناظم ورکن مرکزی مجلس شوریٰ۔
- مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب امیر ملک محمد یوسف صاحب (لاہور) کی اہلیہ علیل ہیں
- اہلیہ محترمہ جناب عزیز احمد (لاہور) ● محمد بشیر چغتائی (مدرسہ معمورہ ملتان کے سابق سفیر)
- احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے صدر جناب شیخ عبدالواحد (گلاسگو) کے فرزند شیخ عبدالماجد علیل ہیں
- یادگارِ اسلاف مولانا مجاہد الحسینی (فیصل آباد) علیل ہیں ● چودھری محمد اکرام (لاہور) علیل ہیں
- دفتر احرار چیچہ وطنی کے کارکن حافظ محمد سلیم شاہ کے والد سید خلیل الرحمٰن علیل ہیں
- شفیع الرحمٰن احرار (کراچی) کی والدہ ماجدہ، بیٹی اور بیٹا محمد عثمان علیل ہیں

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو شفاءِ کاملہ عطاء فرمائے (آمین)

مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی کے زیرِ اہتمام چوتھے مرکزِ احرار

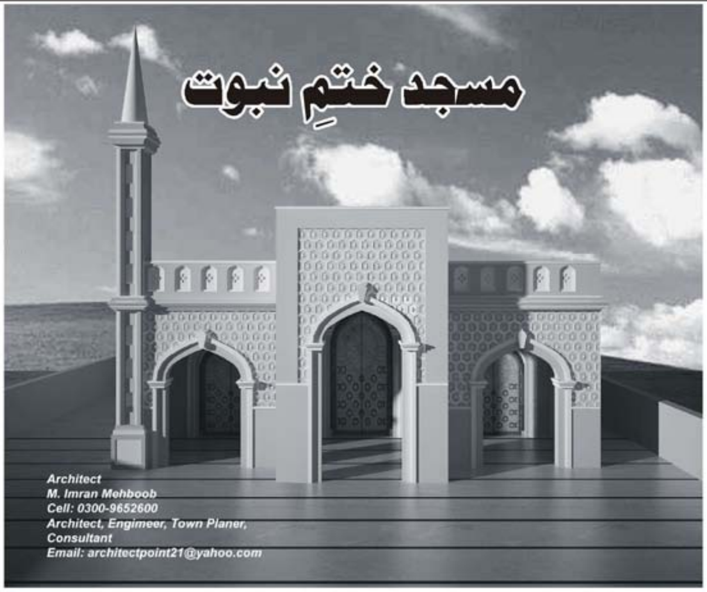

رحمٰن سٹی اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی کی تعمیر جاری ہے، 25 مرلے رقبہ پر مسجد، مدرسہ، دفتر، ختم نبوت اکیڈمی اور ڈسپنسری تعمیر کی جائے گی، بنیادوں کا کام مکمل ہو چکا ہے کُل لاگت کا ابتدائی تخمینہ تقریباً ایک کروڑ روپے ہے نقد یا تعمیراتی سامان دونوں شکلوں میں جملہ اہل خیر سے تعاون کی درخواست ہے!

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 1306-3 | نیشنل بینک آف پاکستان
برانچ کوڈ نمبر: 0760 | جامع مسجد بازار چیچہ وطنی

اکاؤنٹ ٹائٹل: دارالعلوم ختم نبوت بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی

ترسیل زر و رابطہ: عبداللطیف خالد چیمہ
(مدیر مراکزِ احرار چیچہ وطنی)
دفتر دارالعلوم ختم نبوت، جامع مسجد بلاک نمبر 12
چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

منجانب: تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی
040 -5482253
0300-6939453

کھانسی
نزلہ
زکام
صدوری اور سعالین فوری آرام!
FOR COUGH & COLD
Suduri
صدوری
Hamdard
ہمدرد

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY کیئر فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! فیصل آباد میں 9 برانچز آپ کی خدمت کیلئے 24 گھنٹے کھلی ہیں۔